

- اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
- دینی مسائل
- یادوں کے چراغ، آقاؤں کی دنیا
- بہادر یار جنگ کی ظرافتیں
- حضرت امیر شریعت.....
- قرآن مجید کے پانچ حقوق
- عالمی مرض کورونا
- ملک کے موجودہ حالات.....

پھلوانی پرنٹنگ

ہفتہ وار

تقریب

مدیر

مفتی محمد شاہ الہ آبادی

معاون

مولانا رضوان علی حمزوی

شمارہ نمبر 17

مورخہ ۱۳ رمضان ۱۴۴۲ھ مطابق ۲۶ مارچ ۲۰۲۱ء روز سوموار

جلد نمبر 61/71

## زکوٰۃ: اسلام کا اہم رکن

مفتی محمد شاہ الہ آبادی

وَلْيَذْكُرُوا لَهُمْ ﴿۱۰۳﴾ (توبہ: ۱۰۳) کہ اسے پیغمبر آپ مسلمانوں کے مالوں سے صدقہ وصول کیجئے اس کے ذریعہ ان کو پاک اور مزی بناوے۔ یہ آیت کریمہ واضح طور پر اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ زکوٰۃ کی وصولی امام کے ذریعہ ہوا امام و امیر کے تحت حسب مصالح زکوٰۃ کی رقم مصارف زکوٰۃ میں صرف ہوا اور "خف" میں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کیا گیا ہے وہ "خطاب واجب" ہے چنانچہ علامہ نووی شارح مسلم تحریر فرماتے ہیں: ﴿فی خطاب مواجہۃ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم وهو جمیع امتہ فی الصراد سنوا﴾ (نووی: ۳۸۱) اور خذ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جو خطاب ہے وہ "خطاب واجب" ہے، اسلئے حکم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت دونوں شامل ہیں۔

زکوٰۃ کے اجتماعی نظام سے زکوٰۃ کی وصولی زیادہ سے زیادہ مقدار میں ہو سکتی ہے اور زیادہ سے زیادہ ضرورت مند افراد کا تعاون ممکن ہو سکتا ہے گا لوگوں کا تعاون انکی ضرورت کے لحاظ سے ہوگا محتاج اور ضرورت مند لوگ سوال کرنے کی ذلت سے بچ سکیں گے۔ زکوٰۃ کی رقم کوڑیوں میں بیٹے کے بجائے حسب ضرورت لوگوں کو ایک جگہ سے مل جائے گی، ان لوگوں تک بھی زکوٰۃ پہنچ جائے گی جن کی زبانیں حیا و خودداری کی وجہ سے بند رہتی ہیں، زکوٰۃ کا اجتماعی نظام اس ضرورت کو پورا کرتا ہے اور اگر گری کا خاتمہ کرتا ہے۔

اسلام کا نظام معیشت عدل و انصاف پر مبنی ایسا کامل و مکمل نظام ہے جس کی نظیر دنیا کے کسی قدیم و جدید نظام میں نہیں ملتی۔ یہ نظام خشک و بے جان نظریات پر مبنی نہیں؛ بلکہ اس کی جڑیں دل و جذبات سے لے کر عمل تک اور معاشرے کی پچھلی سطح سے لے کر اوپر کی سطح تک پہنچتی ہیں، جس میں جبر و استبداد اور ظلم و جور کی کوئی گنجائش نہیں، اسلام پہلے انسانی زندگی پر احکم الحاکمین کا دہرہ قائم کرتا ہے اور اس کے احسانات یاد دلاتا ہے، اور انسانی ذہنوں میں یہ راسخ کرتا ہے کہ تمہارے پاس جو مال و دولت ہے وہ سب رب العالمین کا عطیہ ہے، یہ مال درحقیقت اللہ تعالیٰ کا ہے جو بطور امانت تمہارے سپرد کیا گیا: ﴿وَآتَىٰ هِمَّ مَنِ خَالَ اللّٰهُ الَّذِیْ اٰتٰکُمْ﴾ (النور: ۳۳) اور اللہ کے اس مال میں سے انہیں دو جو اس لئے تمہیں عطا کیا لیکن ساتھ ہی اسلام انسانوں کو اپنے مال و متاع کی مالکیت سے کیونرمی طرح محروم بھی نہیں کرتا ہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے مال و دولت کا انتساب بار بار انسان کی طرف کیا ہے؛ تاکہ انسان کی خود اعتمادی اور جذبہ مسابقت نہ صرف یہ محفوظ رہے بلکہ پروان چڑھتا رہے، ارشاد باری ہے: ﴿الَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ اَافۡوَالِہُمۡ فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ﴾ (البقرہ: ۲۶) جو لوگ اللہ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔

اسلام کے عادلانہ نظام معیشت کے بہت سارے حصے ہیں؛ لیکن ان میں اہم ترین شعبہ زکوٰۃ کا ہے یہ اسلام کا تیسرا رکن اور اہم ترین فریضہ ہے، اس کی اہمیت کا اندازہ ہمیں اس امر سے لگا جا سکتا ہے کہ قرآن مجید میں ایک دو جگہ نہیں بلکہ ۸۲ مقامات پر نماز کے ساتھ زکوٰۃ کا ذکر آیا ہے، ﴿اَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَآتُوا الزُّکُوۡتَ﴾ سے پورا قرآن بھر ہوا ہے۔ قرآن کریم میں مسلمانوں کے جو اوصاف بیان کئے گئے ہیں، ان میں ﴿یُؤْتُوْنَ الزُّکُوۡتَ﴾ بار بار آیا ہے۔ اس موضوع پر احادیث حدیثوں تک پہنچ چکی ہیں، اور امت کا اس پر اجماع ہے کہ زکوٰۃ نماز کے ساتھ لازم و ملزوم ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ دین کا خلاصہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادا ہو سکتی ہے، پہلے کا عنوان نماز ہے اور دوسرے کا زکوٰۃ۔ ان کی بھر پور انداز میں تکمیل کے بعد ہی امت و دین کا تصور کیا جا سکتا ہے؛ بلکہ ایک روایت میں یہ ضمون وارد ہوا ہے کہ زکوٰۃ کے نسیب والوں کی نماز جماعت مقبول نہیں ہوتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: ﴿لَا یَقْبَلُ اللّٰہُ تَعَالٰی صَلٰوۃَ رَجُلٍ لَا یُؤَدِی الزُّکُوۡتَ حَتّٰی یَجْمَعِہُمَا فَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَدْ جَمَعِہُمَا فَلَا تَفْرَقُوۡا بَیۡنِہُمَا﴾ (کنز العمال: ۲۵۸۳) کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کی نماز قبول نہیں کرتا جو زکوٰۃ ادا نہیں کرتا، یہاں تک کہ وہ ان دونوں کو جمع کرے یعنی نماز اور زکوٰۃ دونوں ادا کرے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے نماز اور زکوٰۃ کو ایک ساتھ بیان فرمایا ہے۔

زکوٰۃ کا مقصد یہ ہے کہ زکوٰۃ دینے والا اپنے نفس کو بخل، خود غرضی، انایت، فقر و غمی، فقر و غمی اور قلب کی قنات سے پاک و صاف کر کے اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿خُذْ مِنْ اَمْوَالِہِمۡ صَدَقٰۃً تَطۡہِرُ لَہُمۡ وَاُذۡکُرِہُمۡ﴾ (توبہ: ۱۰۳) آپ ان کے مالوں سے صدقہ لے لیتے ہیں اس کے ذریعہ انہیں پاک و صاف کریں گے۔ اس کا مقصد یہ بھی ہے کہ فقر و بے بضاعت، اور حاجت مندوں کی حاجت رسی کی جائے، جس کی وجہ سے پاکی و نورانیت اور شکر و برکت کا ظہور ہوگا۔ ﴿مَنْ ذَا الَّذِیْ یُغۡفِرُ حَسۡبًا قَرۡضًا حَسۡبًا قِیۡضًا عَفۡوًا لِّاٰخِیۡفَا کَیۡفِیۡۃً﴾ (البقرہ: ۲۳۵) کون شخص ہے جو اللہ کے لئے قرضوں (زکوٰۃ یا صدقات دیتا ہے) تاکہ اللہ تعالیٰ اس کو اس شخص کے لئے بہت زیادہ بڑھائے ایک مقصد یہ بھی ہے کہ ہر شخص کے پاس اپنی لازمی ضروریات کی تکمیل کے لئے کچھ نہ کچھ مال ہو۔ معاشرے میں کوئی بھوکا یا تنگ نہ رہے۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ﴿اِنَّ اللّٰہَ فَرَضَ عَلٰی الْاَغۡنِیَا، فِی اَمْوَالِہِمۡ بِقَدَرِ مَا یُکْفِی فُقَرَاۡئِمِہُمۡ وَاِنْ جَاعُوا وَعُرُوۡا وَجَعِدُوۡا فِیۡصَنَعِ الْاَغۡنِیَا، وَحَقَّ عَلٰی اللّٰہِ اَنْ یۡحَاسِبِہُمۡ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَیُعَذِّبِہُمۡ عَلَیۡہِ﴾۔ کہ اللہ تعالیٰ نے مالدار لوگوں پر انکے مال میں اس انداز سے زکوٰۃ فرض قرار دیا ہے جو فقیروں کے لئے کافی ہو جائے، اب اگر فقراء، بھوکے، رنجے ہیں یا تکلیف میں رہتے ہیں تو یہ مالدار لوگوں کے زکوٰۃ نہیں ادا کرنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حق ہے کہ وہ قیامت کے دن ان سے حساب کرے اور زکوٰۃ نہیں ادا کرنے پر عذاب دے۔

زکوٰۃ کے جو مقصد اور مصالح اور اس کے فوائد ذکر کئے گئے، ان کے حصول اسی صورت میں ممکن ہے جب اس کی وصولی اور تقسیم کیلئے ایک جماعتی نظام موجود ہو، اس لئے کہ فریضہ زکوٰۃ کے احکام و مصالح کی عمارت اسی پر کھڑی ہے۔ جس طرح نماز، روزہ اور حج میں اجتماعیت کی روح کارفرما ہے کہ نماز کو جماعت کیساتھ ادا کرنا ہے، روزہ کی فریضہ پوری دنیا کے مسلمانوں پر ایک ہی مہینے میں ہے، مناسک حج کی ادا ہو سکتی ہے، حج و عمرہ، و شہادہ و پریشانی کے باوجود چند مخصوص ایام ہی میں کرنی ہے، تنہا اسی طرح زکوٰۃ بھی ایک اہم ترین عبادت ہے اور اس کیلئے بھی اسلام نے ایک اجتماعی طریقہ کار مقرر کیا ہے کہ امیر کے تحت بیت المال قائم ہو، وہ لوگوں سے زکوٰۃ وصول کرے اور مستحقین تک باعزت طریقے پر پہنچائے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا ہے: ﴿خُذْ مِنْ اَمْوَالِہِمۡ صَدَقٰۃً تَطۡہِرُ لَہُمۡ﴾

زکوٰۃ کا مقصد یہ ہے کہ زکوٰۃ دینے والا اپنے نفس کو بخل، خود غرضی، انایت، فقر و غمی، فقر و غمی اور قلب کی قنات سے پاک و صاف کر کے اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿خُذْ مِنْ اَمْوَالِہِمۡ صَدَقٰۃً تَطۡہِرُ لَہُمۡ وَاُذۡکُرِہُمۡ﴾ (توبہ: ۱۰۳) آپ ان کے مالوں سے صدقہ لے لیتے ہیں اس کے ذریعہ انہیں پاک و صاف کریں گے۔ اس کا مقصد یہ بھی ہے کہ فقر و بے بضاعت، اور حاجت مندوں کی حاجت رسی کی جائے، جس کی وجہ سے پاکی و نورانیت اور شکر و برکت کا ظہور ہوگا۔ ﴿مَنْ ذَا الَّذِیْ یُغۡفِرُ حَسۡبًا قَرۡضًا حَسۡبًا قِیۡضًا عَفۡوًا لِّاٰخِیۡفَا کَیۡفِیۡۃً﴾ (البقرہ: ۲۳۵) کون شخص ہے جو اللہ کے لئے قرضوں (زکوٰۃ یا صدقات دیتا ہے) تاکہ اللہ تعالیٰ اس کو اس شخص کے لئے بہت زیادہ بڑھائے ایک مقصد یہ بھی ہے کہ ہر شخص کے پاس اپنی لازمی ضروریات کی تکمیل کے لئے کچھ نہ کچھ مال ہو۔ معاشرے میں کوئی بھوکا یا تنگ نہ رہے۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ﴿اِنَّ اللّٰہَ فَرَضَ عَلٰی الْاَغۡنِیَا، فِی اَمْوَالِہِمۡ بِقَدَرِ مَا یُکْفِی فُقَرَاۡئِمِہُمۡ وَاِنْ جَاعُوا وَعُرُوۡا وَجَعِدُوۡا فِیۡصَنَعِ الْاَغۡنِیَا، وَحَقَّ عَلٰی اللّٰہِ اَنْ یۡحَاسِبِہُمۡ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَیُعَذِّبِہُمۡ عَلَیۡہِ﴾۔ کہ اللہ تعالیٰ نے مالدار لوگوں پر انکے مال میں اس انداز سے زکوٰۃ فرض قرار دیا ہے جو فقیروں کے لئے کافی ہو جائے، اب اگر فقراء، بھوکے، رنجے ہیں یا تکلیف میں رہتے ہیں تو یہ مالدار لوگوں کے زکوٰۃ نہیں ادا کرنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حق ہے کہ وہ قیامت کے دن ان سے حساب کرے اور زکوٰۃ نہیں ادا کرنے پر عذاب دے۔

لہذا وہ علاقے اور خطے جہاں اسلامی نظام امارت قائم نہیں، وہاں کے مسلمانوں کی اولین ذمہ داری ہے کہ وہ نظام امارت قائم کریں اور اپنے میں سے کسی ایک اہل شخص کو امیر منتخب کر لیں، جیسا کہ علامہ ابن تیمیہ مصری نے لکھا ہے: ﴿اھما فی بلاد علیہا ولاۃ الکھفار فیجوز للمسلمین اقامۃ الجمعیۃ والاعیاد ویصیر القاضی قاضیا بتراضی المسلمین ویجب علیہم طلب المسلم﴾۔

جب امارت شریعہ قائم ہو جائے جیسا کہ اللہ صوبہ بہار، اڈیشنہ و جھاڑ کھنڈ وغیرہ میں قائم ہے تو اس کے تحت فوری طور پر بیت المال کا شعبہ قائم کیا جائے، جس میں کام کرنے والے عالمین کی ایک بڑی تعداد ہو۔ وہ لوگوں سے زکوٰۃ اور دیگر صدقات ادا و جب شش ماہہ وغیرہ وصول کریں اور بیت المال کے ذریعے اس کے صحیح مصارف میں خرچ کیا جائے۔ (بیت شریعہ ص ۶)

زکوٰۃ کے جو مقصد اور مصالح اور اس کے فوائد ذکر کئے گئے، ان کے حصول اسی صورت میں ممکن ہے جب اس کی وصولی اور تقسیم کیلئے ایک جماعتی نظام موجود ہو، اس لئے کہ فریضہ زکوٰۃ کے احکام و مصالح کی عمارت اسی پر کھڑی ہے۔ جس طرح نماز، روزہ اور حج میں اجتماعیت کی روح کارفرما ہے کہ نماز کو جماعت کیساتھ ادا کرنا ہے، روزہ کی فریضہ پوری دنیا کے مسلمانوں پر ایک ہی مہینے میں ہے، مناسک حج کی ادا ہو سکتی ہے، حج و عمرہ، و شہادہ و پریشانی کے باوجود چند مخصوص ایام ہی میں کرنی ہے، تنہا اسی طرح زکوٰۃ بھی ایک اہم ترین عبادت ہے اور اس کیلئے بھی اسلام نے ایک اجتماعی طریقہ کار مقرر کیا ہے کہ امیر کے تحت بیت المال قائم ہو، وہ لوگوں سے زکوٰۃ وصول کرے اور مستحقین تک باعزت طریقے پر پہنچائے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا ہے: ﴿خُذْ مِنْ اَمْوَالِہِمۡ صَدَقٰۃً تَطۡہِرُ لَہُمۡ﴾

## اللہ کی باتیں — رسول اللہ کی باتیں

## دینی مسائل

مولانا رضوان احمد ندوی

## روزہ کا بنیادی مقصد

ارشاد باری تعالیٰ ہے، اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے؛ جیسا کہ ان لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تم سے قبل تھے تاکہ تم تقی بن جاؤ (سورہ بقرہ)

**وضاحت:**۔۔۔ رمضان المبارک کامیونہ خیرہ برکت کامیونہ ہے۔ اس کے آتے ہی اللہ کی رحمتوں اور برکتوں کی بارش شروع ہوجاتی ہے، ادھر جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، پھر طاعات و عبادات کی بہار اور روحانیت کا جشن عام شروع ہوجاتا ہے، جس طرح خزاں کے بعد بہار آتی ہے اور ساری فضا مسکرائے لگتی ہے بالکل اسی طرح گناہوں اور آلائشوں کے بعد نیکیوں کا یہ موسم آتا ہے، ساری فضا منور ہوجاتی ہے، دن بھی بہار ہوجاتے ہیں اور راتیں بھی پر رونق، مسجدیں آباد، اور خانقاہیں پر کیف ہوجاتی ہیں، ذکر و تلاوت، تسبیح و تہلیل اور رضائے الہی کے وہ کون سے کام ہیں، جو اس ماہ میں انجام نہیں پاتے، گرچہ روزہ دار کا جسم انسان ہوتا ہے، لیکن اس کی روح فرشتوں کی زندگی بسر کرتی ہے، یہی وجہ ہے کہ سچے روزہ دار کا سونا بھی خدا کے نزدیک عبادت ہے، اس کا سکوت تسبیح ہے، اللہ تعالیٰ اس کی دعائیں قبول کرتا ہے اور جزائے عمل کو اضافاً مضا عطا کردیتا ہے، روزے کے مقصد اور حقیقت پر اشارہ کرتے ہوئے اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا، اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے جاتے ہیں، جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم تقی بن جاؤ، اگر ایک طیب مرلیض کے لئے کوئی دوا تجویز کرتا ہے لیکن جس فائدہ کے مرتب ہونے کی امید کرتا ہے وہ مرتب نہیں ہوتا تو یہ کبھی لپٹا چاہئے کہ دوا کا استعمال صحیح نہیں کیا گیا، یہی حال ہمارے روزوں کا ہے اگر روزہ سے شفا کے روحانی حاصل نہ ہوتو حقیقت میں وہ روزہ نہیں صرف فادہ کشی ہے جس کی کوئی قدر و قیمت نہیں؛ کیونکہ روزہ انسان کو مادی و روحانی زندگی میں توازن پیدا کرنے کی تعلیم دیتا ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی نکتہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔۔۔ کتنے روزہ دار ہیں جن کے جسم نے روزہ رکھا لیکن دل نے روزہ نہیں رکھا، ان کی زبان پیاسی تھی لیکن دل پیاسا نہ تھا، اس آیت کے اخیر میں فرمایا لعلم تبتون تاکہ تم روزوں کی وجہ سے تقی بن جاؤ، روزہ صرف اللہ ہی کے لئے ہے اور اس کا بدلہ وہ خود دیں گے۔ روزہ سب سے پہلے ایک آدمی کے اندر یہ اہلیت پیدا کرتا ہے کہ وہ ان دیکھے خدا کے حکم پر خدا کی حلال کی ہوئی لذیذ نعمتوں سے ایک وقت متنعین کے لئے اجتناب کرے، عبادت کی کوئی شکل ایسی نہیں جس میں انسان کو صرف خدا کے حضور جواب دہ ہونے کا تصور آتی شدت کے ساتھ دلا یا جاتا ہو اسی لئے قرآن پاک نے متعدد مقامات پر عالم آخرت میں جنت اور دائمی سکون کا متیق متقیوں کو قرار دیا اور روزہ انسان کے اندر یہی ملکہ پیدا کرتا ہے، روزے قلب و نظر کو پاکیزگی اور خلاص کی دولت عطا کرتے ہیں، سال بھر کی لغزشیں اور گناہ میہینہ بھر کے روزوں سے دہل جاتے ہیں۔

روزہ کا ایک دوسرا پہلو یہ ہے کہ روزہ جس طرح روحانی گناہوں کے لئے کفارہ ہے، اسی طرح ہمارے مادی جراثیم کے لئے دوا بھی ہے، طب کے تجربے اور مشاہدے سے ثابت کرتے ہیں کہ اکثر حالتوں میں انسان کا بھوکا رہنا اس کی صحت کے لئے ضروری ہے، مختلف امراض جسمانی کا یہ قطعی علاج ہے، بعض بیماریاں ایسی ہیں جن کا علاج ہی کھانے پینے کو ترک کر دینے سے کیا جاتا ہے اسی لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا صوموا تصحوا روزہ رکھو صحت مند رہو گے، جو مسلمان رمضان کے روزے رکھتے ہیں ان کو ذاتی تجربے ہوگا کہ ایک ماہ کا روزہ تقی بنایاں رکھو کرتا ہے، روزہ کی ہی برکت ہے کہ اس سے روزہ دار کی مالی حالت بھی اچھی ہوجاتی ہے، صالح روح، صالح کردار، اچھی صحت اور اچھی زندگی پیدا ہوتی ہے اور سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ روزہ سے اللہ کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے، اس ماہ رب کریم اپنے بندوں کو ڈاکڑ شافل، تقدس و تمجید اور تم خوری، و مسوات کرتے دیکھنا چاہتا ہے۔

آئیے! سچے دل سے اللہ کے حضور توبہ کریں، رب حقیقی کے دربار میں توبہ واستغفار کریں، اور گڑگڑائیں، التجا کریں اور اپنے گناہوں کی معافی مانگیں، خالق دو جہاں کے سامنے اپنی غلطی کا اقرار کریں، ندامت و شرمندگی سے معاف کر دینے کی درخواست کریں اور رمضان المبارک میں چار کام کرنے کا عہد کریں۔

پہلا یہ کہ کثرت سے کلمہ لا الہ الا اللہ کا ورد کریں ایک حدیث میں اللہ تعالیٰ کو اس کلمہ کے ذریعے بار بار تہجد یہ ایمان کرتے رہنے کی تلقین کی گئی ہے۔ دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ سے اپنی مغفرت مانگتے رہیں، آسان استغفار یہ ہے استغفار اللہ ہی سے کل ذنب و اتوب الیہ۔ میں اللہ سے جو میرا پروردگار ہے ہر گناہ سے معافی مانگتا ہوں اور اسی کے سامنے توبہ کرتا ہوں، اور صرف استغفار اللہ، استغفار اللہ پڑھنا بھی استغفار میں داخل ہے۔ تیسرا کام یہ ہے افطار کے وقت اللہ کے حضور دعا کرتے رہیں اور جنت کا سوال اور روزہ سے پناہ مانگیں، حدیث میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ افطار کے وقت دعائیں عند اللہ مقبول ہوتی ہیں۔ دسنا آتھی فی الدنیا حسنہ فی الاخرہ حسنة و قضا عذاب النار اور چونکہ کام یہ ہے کہ قرآن پاک کثرت سے تلاوت کریں، اس لئے کہ قرآن پاک کا رمضان سے گہرا تعلق ہے، شہر رمضان الذین انزل فیہ القرآن۔ یعنی قرآن پاک کا رمضان المبارک میں ہی نازل ہوا ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو رمضان کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور رحمت و برکت کے اس موسم بہار میں اپنے انوار تجلیات سے فائدہ اٹھانے کا موقع عطا فرمائے۔

## سونا چاندی اور روپے کی زکوٰۃ:

و جب زکوٰۃ کے لئے سونے اور چاندی کا نصاب کیا ہے؟ روپے کتنی مقدار میں ہوں تو زکوٰۃ دینی ہوگی؟

الجواب وباللہ التوفیق

سونا کا نصاب ساڑھے سات تولہ یعنی ۸ گرام اور ۲۸۰ ملی گرام ہے اور چاندی کا نصاب ساڑھے باون تولہ یعنی ۶۱۳ گرام اور ۳۶ ملی گرام ہے، اگر کسی کے پاس دونوں اپنے اپنے نصاب کے بقدر یا اس سے زائد ہوں تو دونوں کی زکوٰۃ نکالی جائے گی، اور اگر دونوں اپنے اپنے نصاب سے کم ہوں تو ایسی صورت میں سونا کی قیمت کے ذریعے چاندی کا نصاب پورا کیا جائے گا اور پوری مالیت پر ڈھائی فیصد کے حساب سے زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔

اور اگر صرف سونا یا صرف چاندی ہو جس کا نصاب پورا نہ ہو لیکن اس کے ساتھ نقد رقم بھی ہو جس کو شامل کر کے نصاب پورا ہوجاتا ہو تو ایسی صورت میں روپے کے ذریعے نصاب عمل کر لیا جائے گا اور زکوٰۃ واجب ہوگی اور اگر نصاب پورا کرنے کے بقدر روپے نہ ہوں تو صرف سونا یا صرف چاندی جو اپنے نصاب سے کم ہو اس میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی خواہ سونا کی قیمت چاندی کے نصاب سے بڑھ کر ہو۔

اور اگر کسی کے پاس سونا چاندی کچھ بھی نہ ہو لیکن رقم موجود ہو جس کے ذریعے ساڑھے باون تولہ چاندی خریدی جاسکے اور اس رقم پر سال پورا ہو گیا ہو تو اس پر بھی زکوٰۃ واجب ہوگی۔

## زیورات کی زکوٰۃ میں کس قیمت کا اعتبار ہوگا؟

ہمارے پاس کچھ زیورات ہیں جن کی زکوٰۃ ادا کرنی ہے، لیکن سوال یہ ہے کہ ہم ان زیورات کی کس قیمت کا اعتبار کریں؟ قیمت خرید یا قیمت فروخت کا کیونکہ دونوں کی قیمت میں فرق ہے۔

الجواب وباللہ التوفیق

سونا اور چاندی کے زیورات خواہ استعمالی ہوں یا غیر استعمالی سب زکوٰۃ پر شریکہ وہ مقدار نصاب ہوں، زیورات میں ادا کیے گئے دن ان کی جو قیمت فروخت ہوگی اسی کا اعتبار ہوگا اور کل قیمت پر ڈھائی فیصد کے حساب سے زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی۔

## زکوٰۃ ادا کرنے کا طریقہ

میں ایک تجارت پیشہ آدمی ہوں، زکوٰۃ ادا کرنا چاہتا ہوں لیکن کس طرح زکوٰۃ ادا کروں کچھ نہیں آ رہا ہے کیونکہ ایک تو سامان تجارت ہے جو دوکان میں موجود ہے دوسرا بینک میں جمع کچھ رقم ہے، کچھ رقم گراہوں کے ذمہ ہے جس کو وہ حسب سہولت ادا کرتے ہیں، اور کچھ رقم میرے ذمہ لوگوں کی شکل میں ہے۔ ایسی صورت میں زکوٰۃ کی ادا کرنے کی شکل کیا ہوگی؟

الجواب وباللہ التوفیق

زکوٰۃ ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جس تاریخ میں آپ زکوٰۃ ادا کر رہے ہیں اس تاریخ میں اپنی ملکیت میں موجود نقد رقم، بینک میں محفوظ رقم، سونا چاندی و دوکان میں موجود تجارتی سامان سب کی مجموعی قیمت اس دن کے مارکیٹ کی قیمت کے اعتبار سے جوڑ لیں، اگر لوگوں کے ذمہ بقایا رقم ہو جس کی وصولی کی امید ہو اس کو بھی اس کے ساتھ شامل کر لیں، اس کے بعد اپنے ذمہ جو رقم ہے جس کو اسی سال ادا کرنا ہوتا اس کو سنبھا کر لیں اسی طرح اگر سرکاری یا غیر سرکاری چند سالوں میں قسط وار ادا کئے جانے والا قرض ہو تو اس سال کے قسط کو سنبھا کر لیں اس کے بعد جو رقم بچے اس میں ڈھائی فیصد یعنی ایک ہزار میں پچیس روپے کے لحاظ سے زکوٰۃ ادا کریں۔

## روزہ کا فدیہ کس پر ہے اور اس کی مقدار کیا ہے؟

رمضان کے روزوں کا فدیہ کس پر ہے اور اس کی مقدار کیا ہے؟ جواب سے نوازیں

الجواب وباللہ التوفیق

قرآن کریم میں اللہ پاک کا ارشاد ہے 'وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین (البقرہ) جو لوگ روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھتے ہوں خواہ پیر انسانی کی وجہ سے ہو یا کسی ایسے مرض میں مبتلا ہونے کی وجہ سے جس میں روزہ رکھنا صحت کے لیے سخت نقصان دہ ہو اور بعد میں بھی شفا یابی کی کوئی امید نہ ہو ایسے آدمی کے لیے حکم یہ ہے کہ فدیہ ادا کرے یعنی ایک مسکین کو دو وقت پیٹ بھر کھانا کھلائے۔

فدیہ میں ایک صدقہ فطر کی مقدار گندم یا ان دونوں کی قیمت بھی ادا کر سکتے ہیں، گندم نصف صاع (ایک کلو ۶۹۲ گرام) ہے جبکہ جو ایک صاع (تین کلو ۳۸۳ گرام) ہے، نصف صاع گندم کی قیمت تقریباً چالیس روپے ہے جو اتنا کم ہے کہ اس میں ایک مسکین کو دو وقت پیٹ بھر کھانا کھلا جائے، اس لئے بہتر یہ ہے اور قرآنی حکم کے پیش نظر احتیاطاً ہی میں ہے کہ فدیہ چالیس روپے پر اضافہ کر کے اتنا دیا جائے جس سے مسکین رمضان میں افطار کے بعد کھانا اور تخری کھانے یا پھر ایک صاع جو کی قیمت ادا کی جائے جو تیس روپے کلو کے حساب سے ایک سو دو روپے ہوتے ہیں۔

فظنہ واللہ تعالیٰ اعلم

امارت شریعہ بہار اڑیسہ وجہاں گھنٹہ کا ترجمان

امارت شریعہ بہار اڑیسہ وجہاں گھنٹہ کا ترجمان



پہلے وار شریف

جلد نمبر 61/71 شمارہ نمبر 17 مورخہ 13 رمضان 1442ھ مطابق ۲۶ مارچ ۲۰۲۱ء روز سوموار

گلو خلاصی

کورونا کی وحشت اور ہشت کے درمیان اللہ کے فضل اور اس کی توفیق سے ہم نے رحمت کا عشرہ گذار لیا اور عشرہ مفقوت میں داخل ہو گئے۔ اس دوسرے عشرہ میں بھی ہمیں وہی اعمال کرنے ہیں جو پہلے عشرہ میں کئے گئے۔ ہزار ہا پڑھنا، روزے رکھنا، تلاوت قرآن، تکبیرات اور استغفار گناہوں سے اجتناب اور نیکیوں کے کاموں میں مشغولیت پہلے عشرہ کے کئی اعمال تھے اور دوسرے عشرہ کے کئی، اس کے بعد تیسرا عشرہ آئے گا جو "خصی مسن النبیون" آگ سے گلو خلاصی کا ہے، اس عشرہ کی پہلے دو عشروں سے زیادہ اہمیت ہے، ایک تو اس لئے کہ آگ سے گلو خلاصی کا پورا ناسی عشرہ میں ملتا ہے، دوسرے شب قدر بھی اسی عشرہ میں ہے جس کی ایک ہزار ساتویں منیٰ ہے، یعنی اگر کسی نے اس رات کو پالیا تو ایک رات کی عبادت کے بدلے ہزار مہینے کی عبادت کا ثواب اسے مل جائے گا، رات تو یہ ایک ہی ہے اور رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی خالق راتوں میں سے کوئی ہے، اس سلسلے میں خاص تاریخ کی تعیین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمائی، اس لیے اس رات کو یقینی طور پر پانے کی ایک شکل یہ ہے کہ رمضان کے آخری عشرہ کا مسجد میں اعتکاف کیا جائے، سارے کام اور نئی تقاضوں کو چھوڑ کر اللہ کے گھر میں رہا جائے، عورتیں اپنے گھر کے کسی خاص حصہ میں اعتکاف کی نیت سے بیٹھ جائیں، ہر وقت اللہ کو راضی کرنے کی فکر و امن گیر ہو، زبانیں اور اذان کا راور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنے سے تر ہوں، استغفار کی کثرت ہو اور اللہ کو مننا لینے کا جذبہ اور شوق فراوان دل میں موجزن ہو، تو اعتکاف کی عبادت کا ثواب بھی ملے گا اور شب قدر بھی انسان پالے گا، یہ دونوں چیزیں مل گئیں تو اللہ کی رضا اور جنم سے گلو خلاصی کا پورا ناسی مل جائے گا، اس لئے رمضان المبارک کے جو ایام بچ گئے ہیں، ان کی قدر سمجھیں، ہر پل اللہ کے لئے وقف کر دیجئے، کورونا نے یہ یمن کر دیا ہے کہ ہم گھروں میں رہ کر اپنے اوقات کو فضولیات میں صرف کرنے سے بچ جائیں اور اس موجود حقیقی کوراضی کر لیں جس کی قدرت کا ملہ ہی سے سارے کام ہوتے ہیں۔ رمضان کے روزے کے بعد اس ماہ کی ایک اہم عبادت صدقہ الفطر کی ادائیگی بھی ہے، اس سے غرباء اور ضرورت مندوں کی ضرورتیں پوری ہوتی ہیں، عید گاہ جانے سے پہلے ہر حال میں اس کی ادائیگی سے فارغ ہو جائے، تاکہ عید کی خوشیوں میں شلوک الحال لوگ بھی شریک ہو سکیں اور عید کے دن جو اصلاً اللہ کی میزبانی اور بندوں کی مہمانی کا دن ہے کوئی بھوکا نہ رہے، یہ انسانی تقاضہ بھی ہے اور شرعی مطالبہ بھی۔ اللہ رب اعزت ہم سب کو ان تقاضوں کی تکمیل کی توفیق بخشے اور ہم، ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کو جنم سے نجات دے کر "عقیق من النبیون" کا پورا ناسی دے۔

مرض ایک، تدبیریں انیک

کورونا نے اس بار پھر سے پورے ہندوستان پر قبضہ نہمایا ہے، اس قبضہ کی وجہ سے پورے ہندوستان میں بابا کا مچا ہوا ہے، تمام ریاستوں نے اس مرض پر قابو پانے اور بقول ان کے مرض کے چین کو توڑنے کے لئے الگ الگ تدبیریں اختیار کر رکھی ہیں، کہیں رات کا کرٹو ہے اور کہیں دن میں بھی لاک ڈاؤن، گزشتہ سال کی پریشانی اور برادری کا تجربہ نہیں ہوتا تو ہمارے وزیر اعظم تک کتنی بارتھانی پڑا کچھ ہوتے اور چراغاں کر کر فضائی آلودگی میں اضافہ کرواتے، پورے ملک میں لاک ڈاؤن کر کے فریبوں، مزدوروں اور معاشی طور سے کمزور لوگوں کو مارنے کے اپنے ہو چکے ہوتے، لیکن اس بار منظر کچھ الگ ہے، بانی کورٹ کہتا ہے کہ لاک ڈاؤن کر تو رہتی حکومت ہریم کورٹ چاہا جو چھٹی ہے کہ ہمیں لاک ڈاؤن نہیں کرنا ہے اور ہریم کورٹ راحت دیتے ہوئے کہتی ہے کہ رہتی حکومت کا لاک ڈاؤن نہ کرنے کا فیصلہ صحیح ہے، وزیر اعظم جو گزشتہ سال ہر لاک ڈاؤن کے اختتام کے بعد اگلے لاک ڈاؤن کا اعلان کرنے اکثر و تک میڈیا پر آجاتے تھے اور ریاستوں سے مشورے نہیں لیا کرتے تھے، وہ بھی اپنے اس قانونی حق کو ریاستی حکومت کے پالے میں ڈال کر اپنی جان بچانے کی فکر میں ہیں، وزیر داخلہ بنگال کے اختیابی ہم سے باہر ہی نہیں آ رہے ہیں کہ کچھ کورونا کی نئی لہر پر بولیں اور احکام صادر کریں۔ اس لئے ریاستیں اپنے اپنے انداز میں کام کر رہی ہیں اور مرض تیزی بڑھتا جا رہا ہے، اتنی کثرت سے جس کا اندازہ کسی کو نہیں تھا، ہندوستان نے دو دو کیمین اس مرض کے بنائے اور پوری دنیا میں اپنی حسد بانی کا ڈکھایا اور اداوائی ہوئی، دنیا کے بہت سارے ملکوں کو کیمین برآمد کیا، لیکن صورت حال اسی ہو گئی، یورپ نے ان ویسٹمن پر پابندی لگا دی، خود اپنے ملک میں حال یہ ہے کہ کئی لوگ جو کیمین کے دونوں ڈوز لے چکے تھے، اس مرض میں مبتلا ہو کر دنیا کو الواریا کبھی یاد رکھی کورنا پوزیو ہو کر اس ویسٹمن کے غیر موثر اور مرض کے دفاع میں ناکام ہونے کا اعلان کر رہے ہیں، ایسے ہی لوگوں میں سابق وزیر اعظم من موہن سنگھ بھی ہیں۔

اس بیماری کو روکنے کے لئے ریاستی اور مرکزی سطح پر جوگا ٹینڈ لائن جاری کی گئی ہے وہ بھی ناقابل فہم ہے، کرفیو رات کا لگایا گیا ہے وہ بھی نوبتے رات کے بعد، ویسے سے پانچ بجے تک تو عموماً لوگ اپنے گھروں میں ہی رہتے ہیں، پھر اس کرفیو کا کیا حاصل ہے اور یہ کورونا کے چین کو توڑنے میں کس قدر موثر ہو سکتا ہے۔

تعلیمی ادارے بند کر دیئے گئے ہیں، لیکن اساتذہ کی حاضری تینتیس فی صد ضروری ہے، جب بچے اسکول نہیں آئیں گے تو اساتذہ اسکول جا کر جمال بجا لیں گے اور کیا انہیں کورونا سے متاثر ہونے کا ڈر نہیں ہوگا، اسکول میں اساتذہ و دروزے آتے ہیں، لاک ڈاؤن کے اس ضابطہ میں اساتذہ اور سرکاری ملازمین کی صحت کی ان دیکھی کی گئی ہے، دور موہا بل کا ہے اگر اساتذہ سے کوئی کام لینا ضروری ہو جائے تو موہا بل کے ذریعہ انہیں پانا چنداں دیا جائے۔

لاک ڈاؤن کے ضابطہ میں شادی اور آخری رسومات میں ایک سو اور بعض ریاستوں میں دو سو لوگوں کی شرکت کی اجازت دی گئی ہے، کیا اس شرکت سے کورونا کے جراثیم کو پھیلنے کا موقع نہیں ملے گا، جب کہ دیکھا گیا ہے کہ اس قسم کی تقریبات میں نہ تو لوگ عموماً ماسک کا استعمال کرتے ہیں اور نہ ہی جسمانی فاصلے کا خیال رہتا ہے، اور اگر دو سو لوگوں کا جمع کرنا مرض کے پھیلنے میں معاون نہیں ہے تو اتنے ہی تعداد میں مذہبی عبادت گاہوں کو کھولنے میں کیا حرج ہے حالانکہ اس میں عوامی داخلہ پر پابندی لگا دی گئی ہے، جب کہ عوامی صورت حال یہ ہے کہ عبادت گاہوں میں حرج کرنے والے ماسک کا بھی اہتمام کرتے ہیں اور جسمانی دوری کے لئے انہوں نے نشانات بنا رکھے ہیں۔ پھر ہندوستان مذہبی ملک ہے، ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ رب اعزت عبادت سے خوش ہوتا ہے اور اس کی رضامندی حاصل ہو جائے تو مرض کے فو پکھروں میں سے دیر نہیں لگی، لیکن جس وقت سب سے بڑی ضرورت اللہ کو راضی کرنے کی ہے، حکومتوں نے ان تمام دروزوں کو بند کر دیا ہے جہاں سے اللہ کی رضا اور خوشودی حاصل ہونے کے زیادہ امکانات تھے۔

یہی کی عجیب اور مضحکا نوسوج ہے کہ مذہبی عبادت خانوں میں سو دو سو کی تعداد سے کورونا بڑھے گا، لیکن اجتماعی ریلی میں لاکھوں کی شرکت تمام ضابطہ اخلاق کو توڑ کر کے ہتھو کوئی فرق نہیں پڑتا، کبھی میں آئیں لاکھ لوگ اشان کر لیں اور سٹکلروں کورنا پوزیو ہوں تو مرض نہیں پھیلتا؛ حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ لاکھ ہاڑے کے مہنت اس مرض میں دنیا چھوڑ چکے اور کبھی پہلے میں شریک سینکڑوں لوگ جاننے کے لگا رہے ہیں جو بچ کر اپنے علاقوں میں آئیں گے وہ پرشادی کے بجائے کورونا ہی لوگوں میں تقسیم کریں گے، بعد از خرابی بسا رہا ہمارے وزیر اعظم نے کنبہ کو خلاصی بنانے کی درخواست ضروری ہے، لیکن اس کا اثر بھی محدود ہی پانے پر ہی ہوا ہے۔

سرکار کے اس رویہ کی وجہ سے مزدوروں نے پھر نقل مکانی شروع کر دی ہے، بس اور ریلوے اسٹیشنوں پر پہلے ہی کی طرح جمناؤ ہو رہا ہے اور لوگوں کو مرض کا خوف کم، بھوکے مر جانے کا ڈر زیادہ تار رہا ہے۔

ہسپتال کی حالت ناگفتہ بہ ہے، مرینٹوں کو بیڈ نہیں مل رہے ہیں، جو بوجھل ہو چوہاں اس کے مرنے کی ہی خبر آتی ہے، پہلے ریکوری ریٹ زیادہ تھا، دیر سے دیر سے وہ انتہائی کم ہوتا جا رہا ہے، صورت حال یہ ہو گئی ہے کہ کورونا پوزیو ہونے کا مطلب مر جانا ہی سمجھا جانے لگا ہے۔

اس ایک سال میں حکومت ہسپتالوں کی کارکردگی کو بڑھانے کے لئے بہت کچھ کر سکتی تھی؛ لیکن حکومت نے اس طرف توجہ نہیں دی، اسے سیاسی اٹھل پھٹل ہی سے فرمت نہیں ملی، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہندوستانی شہری بے بس و لاچار ہیں اور وہ ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مرنے پر مجبور ہیں۔

اس تحریر کا حاصل قطعاً یہ نہیں ہے کہ بیماری سے بچنے کے لیے جو تدابیر اور احتیاط ضروری ہے اس سے صرف نظر کر لیا جائے، جو کچھ اور بھننا کچھ ہمارے بس میں ہے اسے ضرور کرنا چاہیے، تو کل کا مطلب تدبیر چھوڑ دینا نہیں ہے۔

کیرا لہائی کورٹ کا فیصلہ

ابھی حال میں کیرا لہائی کورٹ کا ایک فیصلہ آیا ہے اس میں عدالت نے عمومی طور پر یہ بات کہی ہے کہ اگر بیوی خلع کا مطالبہ کرے تو شوہر اسے قبول کرنے کا پابند ہے، یہ صحیح نہیں ہے اسلام میں طلاق کا حق مرد کو دیا گیا ہے اور خلع زن و شوہر کی باہمی رضامندی سے ممکن ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر بیوی خلع کا مطالبہ کرے اور شوہر اس پر راضی نہ ہو تو خلع نہیں ہوگا، عدالت کا یہ کہنا صحیح ہے کہ خلع کے لئے عورت کو عدالت (قاضی) کے پاس جانے کی ضرورت نہیں ہے، لیکن مطالبہ خلع کو شوہر قبول کرنے کا پابند ہے، بشری نقطہ نظر اس کے خلاف ہے۔

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ نے اس فیصلہ کا نوٹس لیا ہے اور بورڈ کے ترجمان اور کارکنان راجنل مسکریٹری حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی دامت برکاتہم کا اس سلسلے میں وضاحتی بیان بھی اخبار میں آیا ہے۔ اس کے باوجود عدالت کی اس قسم کی روٹنگ کو نظر انداز نہیں کیا جانا چاہیے؛ کیونکہ اس قسم کے تبصرے ہی بعد میں دوسری عدالتوں کے لئے نظیر بن جاتے ہیں اور مسلم پرسنل لا بورڈ میں غیر ضروری دخل اندازی کے لئے راہ ہموار کرتے ہیں۔

اور اب مقرر عید گاہ

باری مسجد کی زمین پر عدالتی فیصلہ کے ذریعہ قبضہ کے بعد فرقہ پرستوں کے حوصلے کافی بڑھ گئے ہیں، ابھی چند دن قبل بنارس کی گیان واپی مسجد کے ایک مقدمہ میں عدالت نے منگلا قادیمہ کے ذریعہ اور کیا لوہیلک سروے کا فیصلہ سنایا تھا ابھی اس کو سپریم کورٹ میں چیلنج کرنے کی تیاری چل رہی تھی کیڈ ویکٹ منور لہا شرمائے تھر اشاشی عید گاہ کی زمین کے بارے میں سپریم کورٹ میں عرضی دائر کی ہے، جس میں ۱۲ اراگت ۱۹۶۸ء کو مری کرشن جنم سوا کیمٹی کے ذریعہ مسلمانوں سے کیے گئے سمجھوتے کو چیلنج کیا گیا ہے، عرضی گزار کا دعویٰ ہے کہ یہ معاہدہ غلط ہوا، جس کی وجہ سے کرشن جنم جنم کی زمین مسلمانوں کو دی گئی ہے، درخواست میں ۵۳ سال پرانے اس سمجھوتے کی ایس آئی ٹی جانچ کرانے کی درخواست کی گئی ہے۔ شاہی عید گاہ مسجد کرشن جنم جنم سے متصل ہے فرقہ پرست طاقتیں اس پر ایک اور قبضہ کھڑا کر کے مسلمانوں کو پریشان اور شاہی عید گاہ مسجد پر قبضہ کی حکمت عملی تیار کر رہی ہے، اور ہمیں لگتا ہے کہ ۱۹۹۲ء کے قانون کے تحت ۱۹۹۳ء کی پوزیشن کو بحال رکھا جائے گا، شاہی کے جرات ہاتے ہیں کہ اس حوالہ سے ایک طوفان کھرا ہونے والا ہے، اس سلسلہ میں ہمیں مضبوط حکمت عملی تیار کرنا چاہیے۔

## مفتی مجتبیٰ حسین قاسمی: ضد تھی جائیں گے آسمانوں میں

مدرسہ پشیمانی فیض و جامعہ فاطمہ الزہراء للبنات ملتان، جامعہ عربیہ شمس العلوم شادہرہ، دارالعلوم مدنی دارالترتیب کراچی، کراچی، گجرات اور مختلف سالوں میں اپنی خدمات پیش کرنے کے بعد دارالعلوم ہائلی والا بھروج میں درس و تدریس سے وابستہ ہوئے، ان اداروں میں نحو و صرف کی ابتدائی کتابوں سے لے کر بخاری شریف تک درس دیا، اور ایک اچھے معلم اور استاذ کی حیثیت سے شاگردوں میں اپنی پکڑ برقرار رکھی، شعبہ افتاء میں طلبہ کی تربیت کی تو ان کے کئی شاگرد اذکار و نویس میں طاق اور ممتاز ہو کر مختلف جگہوں پر بہترین خدمت انجام دے رہے ہیں۔

مفتی صاحب کو اللہ تعالیٰ نے تصنیف و تالیف کا بھی اچھا ملکہ دیا تھا، فقہ اور فتاویٰ کے حوالے سے ان کی کئی کتابیں معروف و مقبول ہوئیں، جن میں الاختلافات الفقہیہ بین الفقہاء، والحنفیہ (کتاب الطہارت) اسلام اور جدید ذرائع ابلاغ، فتاویٰ فلاحیہ، مسلمان عورتوں کے لئے اسلامی ہدایات خاص طور سے قابل ذکر ہیں، فتاویٰ فلاحیہ کی تحقیق و تحقیق، حنفیہ، اور تربیب کی پانچ ضخیم جلدوں نے اہل علم کی توجہ ان کی طرف مبذول کرائی، انہوں نے مفتی احمد بیات کی میں سے زائد کتابوں پر تحقیق و تحقیق، تخریج، نظر ثانی اور ترجمہ کا کام بھی کیا، جو بذات خود ایک بڑا کام ہے، مفتی صاحب درس و تدریس، تصنیف و تالیف، و خط و خطبات کے ساتھ اور اذکار کے بھی پابند تھے، ان کا اسلامی تعلق حضرت مولانا قمر الزماں الہ آبادی دامت برکاتہم سے تھا اور اس میدان میں بھی ان کا پھر بڑا تیزی سے آسمان کی طرف بلند ہوا تھا کہ واقعی اہل نے ایک نکتہ ان کو آسمان تک پہنچا دیا۔ وہ اپنی محنت، جدوجہد سے جس طرح ہر میدان میں آسمان کی بلندیوں کو چھو جاتا ہے، تھے اللہ رب العزت نے اپنے یہاں بڑا کرب کا حملہ کر دیا، پروفیسر ڈاکٹر فاضل مرحوم نے ایسے ہی اولوالعزم ہوا حوصلہ جوان کی موت پر ایک مرثیہ لکھا تھا، جس کا ایک شعر تھا۔

مفتی مجتبیٰ حسین قاسمی کے آسمانوں میں  
عمر تھی حوصلہ دکھانے کی

حسین قاسمی قاسمی، مولانا قمر الزماں، مولانا ابوالحسن، مولانا محمد محمود الحسن قاسمی، مولانا فرقان احمد صاحبان کے آگے زانوئے تلمذ تہ کیا اور عربی دوم تک کی تعلیم کے بعد دارالعلوم پشیمانی اسلام آباد کا رخ کیا، جہاں انہوں نے عربی سوم اور چہارم کی کتابیں وہاں کے اس دور کے نامور اساتذہ مولانا نور العین قاسمی، مولانا احمد عبدالجلیل قاسمی اور مولانا عبدالقدوس صاحبان سے پڑھیں اور کتاب ہی نہیں فتوٰں کی فہم پائی۔ اعلیٰ تعلیم کے لئے حیدرآباد سے دارالعلوم دیوبند کے لیے رخصت سفر ہوا، اور دورہ حدیث کی کتابیں حضرت مولانا نصیر احمد خاں، حضرت مولانا عبدالغنی اعظمی، حضرت مولانا مفتی محمد سعید احمد یاسین پوری، علم الرحمہ اور مولانا نعمت اللہ اعظمی، مولانا حبیب الرحمن اعظمی، مولانا ارشد مدنی اور قاری محمد عثمان صاحبان دامت برکاتہم سے پڑھیں، ۱۹۹۹ء میں دورہ حدیث سے فراغت کے بعد بیسٹھ ۲۰۰۰ء میں تحصیل افتا کیا اور حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب، حضرت مولانا مفتی محمد ظفر الدین صاحب مفتی، مفتی حبیب الرحمن حیدرآبادی جیسے اجلہ روزگار سے افتا نویسی کا فن حاصل کیا اور کم و بیش چھ سال دارالعلوم دیوبند کی علمی اور روحانی فضا میں گزارے، تحصیل افتا کے بعد پھر سے حیدرآباد کا رخ کیا اب کہ ان کی منزل المصعد العالی الاسلامی حیدرآباد اور ہدف تخصص افتا کا تھا؛ چنانچہ یہاں تخصص افتا کے سال دوم میں داخلہ لیا اور فقہ عصر حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی دامت برکاتہم کے دامن تربیت سے وابستہ ہو کر خوب خوب کسب فیض کیا اور فقہ و فتاویٰ کو نویسی کی ممتاز صلاحیت سے لے کر نکلے، ایسی صلاحیت جس پر خود ادارہ کو ناز تھا اور جس کا اعتراف خود حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی دامت برکاتہم نے نشان امتیاز دے کر کیا۔

تدریسی زندگی کا آغاز جامع الہدیٰ کھاری بجنور سے کیا، پھر مدرسہ قاسمیہ گیا،

مولانا مفتی مجتبیٰ حسین قاسمی (ولادت ۱۳/ فروری ۱۹۷۸ء) بن محمد عثمان ساکن چندر سن پوریا ریپبلک ضلع مدھنی بھی ۲۰/ اپریل ۲۰۲۱ء مطابق شب ۸/ رمضان ۱۴۴۳ھ بروز منگل رات کے آٹھ بجے اپنی سرال کھرا، درجنگل میں داعی اہل کو لبیک کہا، جنازہ کی نماز ۸/ رمضان دن گزار کر بعد نماز مغرب ان کے آٹھ بجے گاؤں چندر سن پور میں پڑھی گئی، ان کے بارگاہ اور بصیرت آن لائن کے چیف ایڈیٹر مولانا غفران ساجد قاسمی نے جنازہ کی نماز پڑھائی اور مقامی قبرستان جہاں علماء و مسلمان کی بڑی تعداد مدفون ہے اور جہاں دور دراز بھی مولانا اعجاز ارشد قاسمی کی تدفین عمل میں آئی تھی، وہیں کی خاک میں مولانا مفتی مجتبیٰ حسین قاسمی کو بھی جگہ ملی، پس مانگان میں ایک بیوی، چار لڑکے اور ایک لڑکی کو چھوڑا، مفتی صاحب وہ بہن پانچ بھائی تھے جن میں سے دو بڑے بھائی پہلے ہی رانی ملک عدم ہو چکے تھے، اور اب تھرتھان کا یہ تیسرا ستون بھی گر گیا۔ انتقال کے وقت مفتی صاحب کے بیٹے باغی والا بھروج میں ہی تھے؛ لیکن دارالعلوم ہائلی والا بھروج گجرات کے ذمہ داروں نے ان کے گھر پہنچانے کی شکلیں پیدا کیں، جس کی وجہ سے ان بچوں کے لیے آخری دیدار ممکن ہو سکا۔

مولانا مفتی مجتبیٰ حسین قاسمی نے جس گاؤں میں آنکھیں کھولیں وہ بڑا مردم خیز رہا ہے، وہاں کی زمین سے مولانا سعید الرحمن، مولانا شفیق الرحمن، مولانا محمد صابر، مولانا محمد زبیر قاسمی، مولانا محمد سعید، مولانا محمد سعید، مولانا محمد سعید کے تائبندہ نقوش مختلف اداروں اور شاگردوں کی شکل میں ملک کے مختلف حصوں میں دکھنے جا سکتے ہیں، اسی گاؤں میں ایک تعلیمی ادارہ مدرسہ فیض عام سعید کے نام سے قائم ہے، ابتدائی تعلیم کے حصول کے لیے مفتی صاحب کو یہیں بھیجا گیا، جو تدریسی عمر بڑھی تو مدرسہ حسینہ متراح العلوم رمول نیال میں داخلہ کر دیا گیا، ان دونوں جگہوں میں مختلف اوقات میں آپ نے مولانا

کتابوں کی دنیا: کھلے ایڈیٹر کے قلم سے

(تبرہ کے لئے کتابوں کے دو نئے آنے ضروری ہیں)

”خطبات سبحانی جلد دوم“ کی تقریروں کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ مولانا شیخ اور مسجد کے سہر و محراب پر یونہی جا کر کھڑے نہیں ہو جاتے؛ بلکہ وہ اس کی پوری تیاری کرتے ہیں، تقریر کے لیے پہلے نوٹس تیار کرتے ہیں، کیا کہنا ہے اور کس طرح کہنا ہے اس کے لئے خیالات سمجھتے کرتے ہیں، پھر اپنی باتیں مرتب انداز میں لوگوں کے سامنے رکھتے ہیں، ان کی تقریروں میں پیشہ وارانہ مقررین کی طرح گھن گرن نہیں ہوتا، لیکن جب وہ اپنی باتیں سبک دہنی سے رکھتے ہیں اور ان کی بڑی بڑی آنکھیں جمع ہو گھور کر دیکھتی ہیں تو بات سیدھے دل و دماغ میں اترا جاتی ہے، اس محنت کا سراغ خطبات سبحانی کے ابتدائے سے لگتا ہے، جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ

”اللہ کے نام پر یکا سر شروع کر دیا گیا اور کافرات اور کافروں میں لکھی تقاریر جو منتشر اور پھیل گئی تھیں اللہ مندسب سبجا ہو گئیں“

مفسر اسلام ساتویں امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی رحمۃ اللہ علیہ نے خطبات سبحانی جلد اول کے دعائیہ کلمات میں لکھا ہے کہ

”مولانا اس نعمت حال کو ذخیرہ آخرت بنانے کے لیے اپنی تقریریں لکھتے رہے اور جب خاص تعداد میں تقریریں جمع ہو گئیں تو وہ اس کی اشاعت کے لئے تیار ہیں“ مولانا نے ان خطبات کو جس نچ پر تیار کیا ہے اس نچ کو

طلبہ کو اپنانے کی دعوت دی ہے، لکھتے ہیں ”عام طور پر ہمارے طلبہ اس خلیان میں رہتے ہیں کہ ہم تقریر کیسے کریں، ان کے لئے نسخہ آزمودہ ہے کہ جس عنوان پر تقریر کرنی ہو پہلے اس مفہوم کی آیت کریمہ کا انتخاب کریں، پھر اسی مفہوم کی ایک حدیث شریف بیان کریں اور پھر اسی مفہوم کے

مناسب کوئی واقعہ بیان کر دیا جائے“

خطبات سبحانی میں مولانا نے اس طریقہ کار کو برتا ہے، اس کی افادیت کو محسوس کیا ہے اور چاہتے ہیں کہ طلبہ اسی انداز میں تقریر کرنا سیکھیں، انہوں نے قرآنی آیات و احادیث کے حوالہ اور تخریج سے اس

مجموعہ کی قدر و قیمت بڑھا دی ہے، ان حوالوں کو کیجے کہ مولانا کی محنت کا پتہ چلتا ہے۔ (بیت صفحہ ۵ پر)

## خطبات سبحانی

ان موضوعات کو کامیابی سے سمیٹا ہے، اور بتایا ہے کہ درود کی دوا جہاں سے ملتی ہے وہ ابھی باقی ہے اور ہمیشہ ہمیش باقی رہے گی۔

حضرت مولانا عبدالسیان صاحب دامت برکاتہم (ولادت ۱۹۳۷ء) بن جناب معز الدین مرحوم اچھے انسان، بہترین مدرس اور شاندار مقرر ہیں، ان کے قلب کی نورانیت ان کے چہرے سے آشکارا ہے اور

ان کو دیکھنے کے بعد دل ان کی طرف کھینچتا ہے، انہوں نے بچپن، جوانی اور (نہ انا میں تو) بڑھاپا خانقاہ رحمانی اور جامعہ رحمانی کی چوکت پر گزارا ہے، ان کی شخصیت کی تعمیر و تکمیل خانقاہ اور جامعہ رحمانی کی روحانی اور علمی

فضائیں ہوئی ہے، اس لئے ان پر خیر کے دروازے اس کثرت سے کھلے کہ ان کا علم بھی معتبر ہے، ان کی تدریس بھی مقبول ہے اور ان کی تقریروں کو

گرمائی، دماغ کو برمائی اور انسان کو ہل کی طرف راغب کرتی ہے، تقریر بہت لوگ کرتے ہیں، الفاظ کے ذخیرے بھی لوگوں کے پاس بہت ہیں، قرآن و احادیث اور شعراء کے اشعار اور واقعات کا سہارا بھی بہت

سارے لوگ لیتے ہیں، لیکن جان اور روح ان الفاظ میں بزرگوں کی صحبت اور توجہات ہائشی سے آتی ہے، مولانا عبدالسیان صاحب نے بزرگوں کی صحبت اور توجہ پائی ہے اور اس محبت اور توجہ نے ان کی تقریر کو اکسیر کا درجہ

دے دیا ہے، ان کی باتیں ”از دل خیرہ بردل ریزد“ کی صحیح صداقت ہیں، ساتویں امیر شریعت مفسر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب رحمۃ

اللہ علیہ نے مولانا کی تقریر کی خصوصیات کے بارے میں لکھا ہے:

”تقریروں میں ان کا اپنا انداز اور رنگ ہے جو سننے والے پر اثر ڈالتا ہے، وہ اپنی تقریروں کو واقعات، قصوں، ہمشرائے اور خوابوں کے تذکروں سے

سجاتے ہیں اور سامعین کی عمدہ نیافت کرتے ہیں۔“ (خطبات سبحانی اول صفحہ ۱۲)

”خطبات سبحانی جلد دوم“ حضرت مولانا عبدالسیان رحمانی دامت برکاتہم

استاذ حدیث جامعہ رحمانی موکبہم کے ان خطبات کا مجموعہ ہے؛ جو انہوں نے مختلف موقعوں سے مختلف جگہوں پر لوگوں کے سامنے پیش کیا تھا، ان

خطبات میں ایک چیز قدر مشرک ہے، وہ ہے سچے ہونے آہو کو سونے حرم لے جانے کی خواہش، یہ خواہش اس قدر فراوان ہے کہ ہم اسے خطیب

کے دل کی بے چینی اور کسک سے تعبیر کر سکتے ہیں، یہ کسک اور بے چینی ہی خطیب کے الفاظ میں روح پیدا کرتی ہے اور جذبہ یوں کی صداقت الفاظ کے

سہارے لوگوں کے قلوب پر دستک دے کر راہ راست پر لانے کا کام کرتی ہے، ان خطبات کو پڑھ کر مولانا نے سوز دروں کا پتہ چلتا ہے، مولانا نے

ان خطبات کے ذریعے لوگوں کے دلوں میں آگ لگائی ہے، محبت رسول کی، قرآن کریم کی عظمت کی، درود شریف کی فضیلت کی، توبہ پر آمادہ

کرنے کی، حصول علم کے آداب کی، اتحاد و اتفاق کے ساتھ زندگی گزارنے کی، زبان کی حفاظت کی اور اس طرح کی دوسری چیزوں کی، اس

کے لیے انہوں نے قرآنی آیات، احادیث رسول، واقعات اور بزرگوں کے کشف و کرامات، شعراء کے اشعار وغیرہ کا سہارا لیا ہے

اور اس آگ کے لگانے میں کامیابی حاصل کی ہے، ایک عارف صادق کا قول ہے کہ ”یہ آگ لگتی نہیں لگاتی جاتی ہے“ پھر جب آگ لگ جاتی ہے تو

صادقین کی صحبت کا احساس لوگوں میں پیدا ہوتا ہے اور لوگ دوائے دل کی تلاش میں امر اکثر اور خانقاہوں کا رخ کرتے ہیں جہاں یہ دوائیوں کے

بمقام میں ملتی ہے، اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو تقویٰ اختیار کرنے اور صادقین کی محبت کا حکم دیا ہے، یہ حکم قیمت تک کے لئے باقی ہے تو وہ

جگہیں بھی قیمت تک باقی رہیں گی جہاں صادقین جلوہ افروز ہوتے ہیں، حضرت مولانا عبدالسیان صاحب دامت برکاتہم نے مختلف تقریروں میں

## بہادر یار جنگ کی ظرافتیں

### میر حسن

نواب بہادر یار جنگ عمر میں مجھ (شکور بیگ) سے دو سال بڑے تھے اور بہت محبت فرماتے تھے، ایک مرتبہ سالانہ جلسے کے سلسلے میں نواب درنگل تشریف لائے تھے، وہ پھر کے کھانے کا انتظام مولوی سید غزل حسین صاحب ایڈوکیٹ کی جانب سے تھا، دسترخوان کے ایک سرے پر نواب صاحب اور دوسرے سرے پر میں بیٹھا تھا میرے قریب جو اصحاب بیٹھے تھے وہ میری باتوں پر ہنس رہے تھے، کھانا ابھی شروع نہیں ہوا تھا کہ نواب صاحب کے یہ الفاظ میرے کانوں میں پڑے، آپ لوگوں کو شاید یہ معلوم نہیں کہ شکور بیگ صاحب میرے محسن ہیں، انہوں نے تشریف لاکر مجھ پر بڑا احسان کیا، لوگ مجھے دیکھنے لگے اور میں حیرت سے نواب صاحب کا منہ دیکھنے لگا کہ آخر وہ کیا احسان ہے جس سے میں بھی واقف نہیں۔

نواب صاحب نے فرمایا: بخئی یہ بات میری پیدائش کان ۱۹۰۵ء سے اور اس کے دو سال بعد یعنی ۱۹۰۷ء میں شکور بیگ صاحب پیدا ہوئے، وہ عمر میں دو سال چھوٹے ہیں مگر میں نے میرے محسن۔ میں نے کہا نواب صاحب کی بات بھرچی صاف نہ ہوئی۔

فرمایا: پیدا ہوئے ۱۹۰۷ء میں اور مولیٰ ندی کی طغیانی آئی ۱۹۰۸ء میں اور اسی طغیانی نے حیدرآباد میں جو تباہی مچائی، اس کی داستان آپ لوگوں نے سنی ہوگی، بہر حال اگر شکور بیگ صاحب پیدا نہ ہوتے تو حیدرآباد والے کتنے کرفیاب یار جنگ کے یہاں ایسا منحوس بچہ پیدا ہوا کہ یہ طغیانی کا منہ دیکھتا پڑا۔ اب مجھے کوئی نہیں کہے گا، شکور بیگ صاحب نے پیدا ہو کر مجھے گایوں سے بچالیا، اب نحوست ان کی طرف منتقل ہو گئی ہے، مجھے کوئی نہیں کہہ سکتا "تو کیسے میرے محسن ہوئے کہ نہیں۔"

سب ہنسنے لگے، میں نے کہا نواب صاحب میرے بعد بھی تو طغیانی تک کوئی پیدا ہوا ہوگا تو فرمایا اسے تلاش کرنا آپ کا کام ہے، میں نے تو اپنے محسن کو پایا اس پر بھی خوب ہنسی ہوئی۔

### بہادر یار جنگ کو بہادر یار جنگ کس نے بنایا؟

ریاست حیدرآباد دکن کے ایک جاگیردار راجہ پرتاب گیر جی کی کونھی میں کوئی تقریب منعقد ہوئی، اس تقریب میں نواب صاحب بھی مدعو تھے، اس تقریب میں نواب صاحب کی آمد سے قبل ابوالیابان خواجہ بہاء الدین حاضرین سے کہہ رہے تھے "پہلے یہ دیکھیں کہ بہادر یار جنگ کو بہادر یار جنگ کس نے بنایا اگر میں بہادر یار جنگ کو متعارف نہ کروا تا تو آج بہادر یار جنگ کو کون جانتا" بہاء الدین صاحب کا جملہ شتم ہوا ہی تھا کہ نواب صاحب رونق افروز ہوئے، ایک نے نواب صاحب کو سلام اور مصافحہ کے درمیان مخاطب کر کے بہاء الدین کا جملہ دہرایا اور پوچھا "نواب صاحب" کیا یہ سچ ہے کہ بہادر یار جنگ کو ابوالیابان خواجہ بہاء الدین نے بنایا ہے۔

نواب صاحب بہت ہنسے اور فرمایا ابوالیابان خواجہ بہاء الدین صاحب نے مجھے بنایا ہو یا نہ بنایا البتہ انہوں نے آپ سب کو بنایا ہے، یہ سن کر سب اختیار ہنس پڑے اور خود خواجہ بہاء الدین صاحب بھی اس پر لطف لطفے کا مزہ لے کر ہنسنے والوں میں شامل تھے۔ (ازمرد بہار بنامہ شام نعمانی مالک گول)

### (مقبیہ خطبات سبھانی)

تقریر کو مؤثر بنانے کے لیے مطالعہ کی ضرورت ہوتی ہے، جس موضوع پر تقریر کرنا ہے اس کے مالوہ عالیہ پر نگاہ رکھنی بھی ضروری ہے، اس موضوع پر اپنا مطالعہ سارا کا سارا مجمع کے سامنے آجانے ضروری نہیں، مجمع کو تو ایسا قدرتنا ہے جتنا اس کے لئے ہے اور اس کی سمجھ میں آجائے؛ لیکن اس کے لیے سیکڑوں صفحات کا مطالعہ ضروری ہوتا ہے، مولانا عبد سبحان صاحب کا مطالعہ وسیع ہے، اس لئے وہ اپنے حافظہ سے ان چیزوں کو مجمع کے سامنے لانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں، جن کی ضرورت سامعین کو ہے۔

مولانا کی یہ تقریریں مختصر ہیں، طویل نہیں، مختصر وقت میں اپنی باتوں کو مکمل کرنا دشوار ترین کام ہے، کیونکہ مختصر تقریر کے لئے الفاظ کا درو بست، تعبیرات کی چستی اور جسمانی حرکات و سکنات (ہاڈی لنگویج) پر بھی نظر رکھنی ہوتی ہے، ایسی تقریروں کی تیاری میں بڑا وقت صرف ہوتا ہے، ہمارے بیشتر ہندوستانی مقررین کی یہ کمزوری ہے کہ مختصر تقریر کرنا وہ جانتے ہی نہیں ہیں، آدھے گھنٹے کی تمہید کے بعد تو وہ اشارت ہی ہوتے ہیں، پارلیمانٹ کی تقریریں جو لائیکوشر ہوتی ہیں، اس میں اسٹیج کی جانب سے گھنٹی پر گھنٹی بجتی رہتی ہے اور مقرر دھواں دھار ہانگے جاتا ہے، جس میں دھار کم اور دھواں زیادہ ہوتا ہے، ایسے مقررین جلسوں میں دوسروں کا سارا وقت کھا جاتے ہیں، حالانکہ یہ بھی وسیلہ للمطففین میں داخل ہے کہ اپنا وقت اس قدر بڑھا لیا جائے کہ دوسرے کا وقت کم ہو جائے، حضرت مولانا عبد سبحان صاحب دامت برکاتہم کا کمال یہ ہے کہ وہ اپنی تقریر وقت پر ختم کرتے ہیں، اس سے سننے والوں میں بھی انشراحائی کیفیت باقی رہتی ہے اور دوسروں کو بھی پروگرام میں اس کے حصہ کا وقت مل جاتا ہے، مولانا مفتی بین الحق امینی نے بہت سچ لکھا ہے کہ "آپ ایک بہت شوق منور و مطلب ہیں، آپ کی جاوہ بیانی علاقہ قحط میں مشہور ہے، مولانا آپ کی تقریر کو لوگ سمجھ کر کہتے ہیں اور سن کر یاد کر لیتے ہیں۔ آپ کے خطاب میں ذمہ داری، احساس، سبب چینی کی کیفیت، اپنا پن، نصیحت اور وہ سب کچھ ہوتا ہے جو ایک مبلغ، واعظ اور ناسخ کی خصوصیات و صفات ہیں" (خطبات سبحانی جلد اول صفحہ ۲۴)

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ اس مجموعہ کو بھی خطبات سبحانی جلد اول کی طرح قبول عام و تمام نصیب فرمائے، تاکہ لوگ ان کو پڑھ کر سمجھ کر اپنی عاقبت سنوار سکیں، میں اس اہم تصنیف پر مولانا کو مبارکباد دیتا ہوں اور صحت و سلامتی کے ساتھ دروازہ عمر کی دعا پر اپنی بات ختم کرتا ہوں آمین وصلی اللہ علی النبی الکریم وعلی آلہ

وصحبہ اجمعین

نواب بہادر یار جنگ بڑے ظریف طبیعت کے انسان تھے، ظرافت و مزاح سے ماحول کو خوشگوار بنانے رکھتے تھے، یہاں ان کی چند ظرافتیں پیش کی جاتی ہیں:-

### میں اور میرا خدا

بلاد اسلام کے دورے میں ایران میں کرایہ کی موٹر کار تھی، موٹر ڈرائیور نے پوچھا کہ کتنے آدمی ہو، نواب بہادر یار جنگ نے (جو واحد تھے) فرمایا ہم دو ہیں، ڈرائیور نے کہا میں کتنے آدمی سے لوں گا، نواب صاحب کو مذاق سوچا فرمایا کرایہ تو ایک ہی شخص کا دوں گا؛ لیکن چلیں گے دونوں، اس نے کہا میں تو نہ لے جاؤں گا، نواب صاحب نے فرمایا میں ضرور جاؤں گا اور صرف اپنا ہی کرایہ دوں گا۔

اس تیز مزاج ایرانی کو بہت غصہ آیا تب نواب صاحب نے ہنس کر فرمایا کہ میں اور میرا اللہ ہم دو ہیں، ڈرائیور یہ سن کر ہنس پڑا، نواب صاحب نے فرمایا تم نے مجھے تمہا دیکھا تو پھر بھی تم نے پوچھا آپ کتنے آدمی ہیں میرے ساتھ کون شخص تھا جو تم نے پوچھا آپ کتنے ہیں، وہ راستہ بھر نواب صاحب کی خوش مذاقی سے لطف اندوز ہوتا رہا۔

### قرآن مجید کا ترجمہ

نواب صاحب جامعا مزہر شیخ الجامعہ کے مدعو تھے، شیخ الجامعہ نے دوران گفتگو فرمایا کہ سنا ہے ہندوستانی مسلمان قرآن مجید کا بھی ترجمہ کرتے ہیں، نواب صاحب نے جواباً ارشاد فرمایا کہ "ترجمہ نہیں ترجمانی کرتے ہیں اور اس میں کیا قباحت ہے" شیخ الجامعہ نے ہنسنے ہنسنے فرمایا کہ "آپ نے بچالیا۔"

### ایٹھ سے ایٹھ بجادی

۱۲/۱۱/۱۹۳۱ء (دوران سفر بلا اسلام) نواب صاحب سامرہ قدیم کے آثار دیکھنے تشریف لے گئے، بیت الخلفہ المتعظم باللہ دیکھ رہے تھے (بیت الخلفہ جگہ کے کنارے واقع ہے) یہ عمارت دور دور تک گئی ہوئی بصورت کھنڈ ہے، مزہر دوران کی انہیں نکال کر بیٹھتے تھے، ایک بوڑھا مزہر اسی کام میں مصروف تھا، نواب صاحب نے اس سے مخاطب ہو کر طرے فرمایا، خلیفہ سے مل توئے ایٹھ سے ایٹھ بجادی۔ یہ سن کر وہ ہنس پڑا۔ (منقول سفر نامہ بلاد اسلام، مرتبہ نذیر الدین احمد)

### دال ہضم کر ڈالی

ان کی بذلہ سچی کا ایک اور واقعہ سن لیجئے، ایک دن ان ہی کو ڈیوڑھی میں حسب معمول درس اقبال پورا تھا، ایک جگہ ایک لفظ "ڈ" کے بغیر چھپ گیا تھا اور وہ لفظ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا، مختلف اصحاب نے اس لفظ کو سمجھنے اور پڑھنے کی کوشش کی مگر نام کام رہے، پھر قائد ملت نے کتاب ہاتھ میں لی۔ ایک دو منٹ غور سے ایک لفظ کو دیکھتے رہے، اس کے بعد ہنس کر کہنے لگے کہ یہاں "ڈ" کا حرف ہونا چاہئے تھا، معلوم ہوتا ہے کہ کاتب کے گھر اس روز دال پکی نہ تھی، اس لئے اس نے بھوک کے مارے دل ہضم کر ڈالی، یہ سن کر حاضرین کے پیٹ میں ہنسنے ہنسنے پل پڑ گئے۔ (ہمارا قائد مولوی محمد احمد خان صاحب مرحوم)

### مولانا کی دال خوری

اتحاد المسلمین کے ایک مشہور لیڈر نے نواب صاحب کو خط لکھا جس میں اتحاد المسلمین کی بجائے اتحاد المسلمین لکھا، درمیان سے دال غائب تھی، نواب صاحب نے جواباً اتنا فرمایا کہ "مولانا یہ دال خوری آپ نے کب سے شروع کر دی۔"

### برق کی زندگی

آغا محشر حسینی نے ہمیں سے برق ہفتہ وار جاری کیا، اور برق کی زندگی کے تعلق سے امداد چاہی۔ نواب صاحب نے سالانہ خریداری قبول فرمائی اور جواب میں لکھا "خرمن دل خنجر ہے" برق بھیج دیجئے آپ نے برق کی زندگی کے لئے مجھ سے امداد چاہی ہے، جس کو قدرت نے حیات طویل بخشی، ہوا اس زندگی کا سامان میں بے چارہ کیا کر سکتا ہوں۔ (بحوالہ خط نمبر ۹۹، صفحہ نمبر ۱۳۳، مکاتیب بہادر یار جنگ)

### خلیفہ پروفسر ہوجاتے ہیں

پروفیسر خلیفہ عبدالکبیر پروفسر جامعا مزہر نے نواب صاحب کے قریبی دوستوں میں سے تھے، بے تکلفی کے باعث دونوں میں اکثر فقرہ بازی ہوا کرتی تھی، ایک دن پروفیسر صاحب نے نواب صاحب کو قوت خطابت پر لطف ہی چوٹ ماری کہ نواب صاحب: "جھوٹے کی شان بڑی چلتی ہے۔" نواب صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا "جی ہاں" تب ہی تو خلیفہ پروفسر ہوجاتے ہیں۔

### ہمت عالی

حکیم محمد یوسف نے اپنی شادی کی اطلاع بڑے رعبہ خط نواب صاحب کو دی، نواب صاحب پیری میں شادی پر حیران ہوئے اور غلط چلنی، اسی موڈ میں دعوت نامے کے جواب میں تحریر فرمایا: "آپ کی ہمت عالی پر رشک آتا ہے اور دعا کرتا ہوں کہ خدا ہم نوجوانوں کو آپ کی پیری نصیب کرے" (حوالہ مکاتیب بہادر یار جنگ جلد اول)

# قرآن کریم - تاریخ انسانیت کا سب سے بڑا معجزہ

مولانا رضوان احمد ندوی

کر دار میں کوئی تبدیلی نہ ہو، بلکہ قرآن پڑھ کر بھی وہ سب کچھ کرتا رہے جس سے قرآن نے منبج کیا تو وہ ایک مومن کی تلاوت نہیں ہو سکتی، قرآن اس لئے نازل نہیں کیا گیا کہ اسے ریشم کے خاندوں میں سجا کر طاقوں میں زینت بنا لیں بلکہ وہ اس لئے نازل کیا گیا کہ انسانوں کی زندگیوں اس کے مطابق تبدیل ہوں اور انسانیت اس کی روشنی میں سفر حیات طے کرے، اس کے بتائے ہوئے اصول، اخلاق اس کی دی ہوئی معاشرتی اقدار اور زندگی کا پورا نظام اس کی ہدایت کے مطابق منظم و مرتب ہو، سورہ انعام میں ہے: **وَهَذَا كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ مِيزَانًا فَاتَّبِعُوهُ وَاتَّقُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ**، اور یہ کتاب ہم نے نازل کی، برکت والی کتاب، پس تم اس کی پیروی کرو اور تقویٰ کی روش اختیار کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ قرآن کریم کا ہم پر دوسرا حق یہ ہے کہ اس کے احکام و قوانین پر عمل کریں، منہیات و منکرات سے پرہیز کریں، قرآن کریم میں ہے۔ **وَالَّذِينَ يُحِثُّونَ أَكْبَانًا لِتَمْرِ وَالتَّقْوَىٰ وَالتَّوْبَةَ حَيْثُ وَجَدُوا سُبُلًا**، اور وہ جو انہوں نے اپنی باتوں سے پرہیز کر کے ہیں وہی ایمان والے ہیں۔ قرآن کریم کا ہم پر تیسرا حق یہ ہے کہ اس کے پیغام اور دعوت کو زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچائیں۔ سورہ بقرہ میں ہے **كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ**، تمہارے ہونے سے بہترین جماعت ہو لوگوں کو بھلی باتوں کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو، حضرت مولانا قاضی زین العابدین عہد صحیح نے لکھا ہے کہ اسلام ایک اجتماعی اور تبلیغی مذہب ہے۔ قرآن کریم میں مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ ساری دنیا کو اللہ کے راست پر چلنے کی دعوت دیں تاکہ دنیا میں عدل، مساوات، نیکی، ہمدردی، اخوت اور تقویٰ کا دور دورہ ہو اور ایک ایسا معاشرہ قائم ہو جس سے ساری دنیا اس و آزادی کے گیت گائے اور رحمت اور اخوت کا ہر طرف پرچم لہرائے، یہی ہے قرآن کے نزول کا مقصد و دعوت اور اس میں ہے ہماری کامیابی کا راز و منظر۔

نے فرمایا۔ خیر کم من تعلم القرآن و علمہ۔ تم میں بہترین آدمی وہ ہے جو قرآن کو مجید کو کھنکھ اور کھمکھ، یہ درحقیقت علوم و معارف کا ایک ایسا سمندر ہے جس کی گہرائی کی کوئی تھاہ نہیں، یہی وجہ ہے کہ اس کے سررار و موسیقی و ریاضت کا سلسلہ شروع سے جاری ہے اور ہمیشہ جاری رہے گا۔ اس کے خزانے سے فائدہ اٹھانے والے اپنے اندر روحانیت و نورانیت کی شعاع اور خوشگوار جذبات محسوس کرتے رہتے ہیں، یوں تو اس کا پیغام اور اس کی دعوت عام ہے اور پوری کائنات اس کی مخاطب ہے۔ **هَذَا بَصَائِرُ لِلنَّاسِ هُدًى وَرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ**۔ یہ عام لوگوں کے لئے بصیرتیں ہیں اور یقین کرنے والوں کے لئے ہدایت و رحمت ہے، ان حوالا ذکر لعلنا، قرآن مجید سارے جہاں کے لئے عبرت و نصیحت ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ہے کہ ان اللہ پیر فع بهذا الكتاب اقواماً و يضع آخرین۔ حق تعالیٰ جتانہ اس کتاب سے کسی قوم کو مژدہ دیتا ہے اور کسی کو لذت، یعنی جس نے اپنا تعلق قرآن سے پیدا کیا معزز ہو اور جس نے نہ کیا ذلیل ہو اس لئے ایک مسلمان کے لئے لازم ہے کہ قرآن کریم سے اپنا تعلق استوار رکھے۔ بزرگوں نے لکھا ہے کہ ایک مومن پر قرآن مجید کے سخن میں ہیں، پہلا یہ کہ اس کتاب کو خوب غور و فکر کے ساتھ بار بار پڑھئے، قرآن خود کہتا ہے، **افلا يتندبسون القرآن**، قرآن میں کیوں نہیں غور و فکر کرتے، کتاب از انوار الیک مبارک، اسے نبی یا ایک بارکت کتاب ہے، جو ہم نے آپ پر نازل کیا تاکہ لوگ اس کی آیتوں پر غور و فکر کریں اور عقل والے نصیحت حاصل کریں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا علیک بقراءة القرآن، فانہ نور لک فی الارض، و ذخیر لک فی السموات، قرآن پاک کی تلاوت کو اپنا معمول بناو، روز میں میں زندگی بھر تمہارے لئے نور ہے اور مرنے کے بعد اس میں تمہارے لئے ذخیرہ ہے۔ درحقیقت قرآن کو پڑھنے سے جائے، ہر مرتبہ ایک نئی لذت، نیا شعور اور نئی امتگ پیدا ہوگی۔ مگر جس تلاوت کے بعد آدمی کے ذہن و فکر اور اخلاق و

اللہ تعالیٰ نے بندوں کو جتنی نعمتیں عطا کی ہیں، ان میں قرآن پاک سب سے بڑی نعمت ہے، جس کی تلاوت سے ایک مسلمان خدا سے قریب ہوتا ہے اور خدا اس سے قریب آجاتا ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ لوگوں میں کچھ اللہ کے خاص گھر کے لوگ ہیں، صحابہ کرام نے پوچھا کہ وہ کون لوگ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ قرآن والے ہیں، یہ اللہ کے گھر کے لوگ اور خاص بندے ہیں، یہ تعلق بندے کو اللہ سے اتنا قریب کر دیتا ہے جیسے کہ دنیا میں کسی کے خاص گھر کے لوگ ہوں۔ قرآن مجید خالق کائنات کا وہ سدا بہار، دائمی، عالمی اور انقلابی پیغام حیات ہے، جو کتاب ہدایت بھی ہے اور کتاب زندگی بھی، قد جسا، کم من اللہ نور و کتاب مبین، یہ سہدی بہ اللہ من التبع رضوانہ سبیل السلام، تمہارے پاس اللہ کی طرف سے روشنی آگئی اور ایک ایسی حق کتاب آئی جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو اس کی رضا و خوشنودی کے طالب ہیں، سلامتی کے طریقے بتاتا ہے، جس کی دنیائے مشاہدہ کر لیا کہ اس نے نوع انسانی کے افکار و نظریات، اخلاقی تہذیب اور طرز زندگی پر اتنی وسعت، اتنی گہرائی اور اتنی ہمہ گیری کے ساتھ اثر ڈالا جس کی کوئی نظیر نہیں ملتی، پہلے اس کی تاثیر نے ایک قوم کو بدلا، پھر اس قوم نے اچھے کردار دنیا کے ایک بڑے حصے کو بدل ڈالا، عمل کی دنیا میں اس کے ایک ایک لفظ نے خیالات کی تشکیل اور مستقل تہذیب کی تعمیر کی، کوئی دوسری کتاب ایسی نہیں جو اس قدر انقلاب انگیز ثابت ہوئی ہو، قرآن مجید کی ہی قوت تھی اور روحانی برکت کا شہرہ ہے کہ خلیفہ دوم امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب کا دل بدل ہو گیا، جب ان کی بہن اور بہنوئی نے قرآن پاک کے بارے لاکر سامنے رکھ دیا اور حضرت عمر نے اٹھا کر دیکھا تو یہ سورہ تھی "مسبح لله ما فی السموات والارض و هو العزيز الحكيم" ایک ایک لفظ پر ان کا دل مرعوب ہوتا گیا یہاں تک کہ جب وہ اس آیت پر پہنچے "اعوذ بالله ورسوله" تو بے اختیار پکارا اٹھے، اشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا عبده ورسوله" پھر کسراں کی زندگی بدل گئی۔ کہ دولت مند اور قریش کا کلبہ رو لید بن مخیر نے جب زبان نبوت سے قرآن کریم کی چند آیتوں کو سنا تو اس کا چہرہ بدل گیا اور کہا کہ خدا کی قسم اس میں کچھ اور بھی شریعتی ہے، جب شاہ جیش کے دربار میں حضرت جعفر نے سورہ مریم کی تلاوت کی تو اس درجہ متاثر ہوئے کہ بے ساختہ آنسو رواں ہو گئے، پھر بولا کہ خدا کی قسم یہ کلام اور انجیل دونوں ایک ہی چراغ کے پتوں ہیں، اسی لئے انگلستان کے ایک مورخ ڈاکٹر گنن نے لکھا ہے کہ "یہ شریعت ایسے آشنائیاں اصول اور اس قسم کے قانونی انداز پر مرتب ہوئی ہے کہ سارے جہاں میں اس کی کوئی نظیر نہیں ملتی۔" دنیا کے تمام دستور اور قوانین میں کچھ نہ کچھ اصول اور خامیاں پائی جاتی ہیں اس لئے کہ وہ وقت اور حالات کے مطابق بدلتے رہتے ہیں، لیکن قرآن کریم یہ وہ دستور کی کتاب ہے جس میں شہد برابر کوئی کمزوری نہیں، موجودہ سائنسی دور میں دنیا کے مذاہب اور ان کے رہنماؤں نے اپنے نظریات بدل دیئے، فلسفہ کی تیوری موسم اور حالات کے تناظر میں ادنیٰ بدلتی رہی، لیکن قرآن کریم کی کسی بات میں ادنیٰ درجہ کا فرق نہیں آیا، بلکہ اس نے انسانی زندگی میں جو اخلاقی، روحانی، سیاسی اور تمدنی انقلاب برپا کیا، تاریخ عالم میں اس کی کوئی نظیر و مثال نہیں ملتی اور یہی اس کے نزول کا بنیادی مقصد ہے، حضرت مولانا محمد شفیع نے لکھا ہے کہ "قرآن مجید کے نزول کا مقصد دنیا کے ہر پیچیدہ مسئلہ کو حل کرنا اور ہر نوع انسان کی ہر مشکل کو آسان کرنا ہے، اور اس کا یہ عمل کسی خاص زمانہ، یا خاص خطہ، ملک میں محدود نہیں، تا قیامت ہر زمانے، ہر خطہ، ہر ملک کے مشکلات اور پیچیدہ مسائل کا حل اس کا کام ہے، یہ صرف کوئی نظریہ اور فلسفہ یا دعویٰ نہیں ہے، بلکہ دنیائے اس کا عملی تجربہ اور اس کے دعویٰ کا آنکھوں سے مشاہدہ و کچھنی ہے۔" جن لوگوں نے قرآن پاک کے معانی و مطالب کا گہرائی سے مطالعہ کیا وہ اس راز کو سمجھتے ہیں، معلوم ہوا کہ قرآن مجید کا پڑھنا، سمجھنا اور پھیلا نا سب موجب سعادت اور باعث برکت ہے، اللہ کے رسول ﷺ

## مقصد: زکوة اسلام کا اہم رکن

زکوٰۃ کا مصرف کیا ہے؟ اور زکوٰۃ کی تقسیم کن لوگوں کے مابین ہونی چاہئے اس کیلئے خود اللہ تعالیٰ نے سورہ براء میں واضح حکم نازل فرمایا: ارشاد ہے: **إِنَّمَا الْأَمْثَلُ صَفَاتٌ لِلْمُتَّقِينَ وَالْعَامِلِينَ غَلِيظًا وَالْمُؤَلَّفَةَ قُلُوبِهِمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغُلَامِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ يَسْتَجِيبُونَ نِدَاءَ اللَّهِ حِينَ يَدْعُوهُمْ سَبِيلًا مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ غَلِيظٌ حَكِيمٌ** (توبہ: ۶۰) صدقات واجبہ صرف غریبوں، محتاجوں اور ان کا رکنوں کے لئے ہیں، جو اس کام پر مقرر ہیں، نیز ان کا جنگی و جہاد کی مقصد ہے، اور صدقات کو صرف کیا جائے کہ غریبوں کے بچرانے میں اور قرش داروں کے قرضہ اور ادا کرنے میں اور اللہ کی راہ میں اور مسافروں کی امداد میں، یہ فرض ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ بزرگم والا، براہ کرم والا ہے۔ حاصل ہے کہ صدقات کرنے والے کو اختیار نہیں کہ اپنی پسندیدگی سے اس کیلئے مصرف جو بزرگ کرے اور اس میں خرچ کرے؛ بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے خود مصرف مقرر فرمایا ہے اور طے فرمادیا ہے کہ ان مدات کے سوا ان کو دوسری جگہ خرچ نہیں کیا جا سکتا ہے، مذکورہ آیت میں کل اٹھ مصارف بیان ہوئے، یہ مخصوص مصارف، زکوٰۃ کے حکم کے ساتھ دائی ہیں، البتہ مؤلفۃ القلوب کے بارے میں اکثر علماء، ائمہ اور فقہاء کا خیال ہے کہ اسلام کی اشاعت اور طلب کی وجہ سے اب ان کے حصہ کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ اس سلسلے میں قاضی ابوبکر بن العربی وغیرہ کی رائے ہے کہ اگر اسلام کو ناپا وقتہ اور حاصل ہو تو ضرورت نہیں، لیکن اگر اس کی ضرورت محسوس کی جائے تو ان کو اسی طرح دینا چاہئے جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیتے تھے۔ قاضی ابوبکر کی اس رائے کو علامہ مناظر احسن گیلانی، مفکر اسلام مولانا ابوالحسن علی ندوی اور دیگر علماء نے پسند فرمایا ہے۔

مدارس اسلامیہ میں زکوٰۃ کا مصرف ہے، بعض علماء انہیں اسمبل میں اور بعض انہیں فی سبیل اللہ یا فقراء و مساکین میں داخل مانتے ہیں۔ ان طلبہ کے لئے ملک کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے مدارس اسلامیہ کی طرف سے زکوٰۃ کی وصولی کا انتظام ہوتا ہے، اور زکوٰۃ کی وصولی کا کام مدرسہ کے اساتذہ، سفراء اور مبلغین انجام دیتے ہیں، حقیقت یہ ہے کہ مدارس کا اتنا عظیم و حاشیہ زکوٰۃ و صدقات کی رقم پر ہی اصلاح قائم ہے۔ اور بلاشبہ یہ مدارس دین کے مختلف میدانوں میں کاربائے نمایاں انجام دے رہے ہیں؛ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ مدارس کا منتشر طور پر زکوٰۃ وصول کرنا اور اس کے لئے نئے نئے طریقے اختیار کرنا، بکثرت وغیرہ پر چندہ کرنا اور شریعت اسلامیہ کی رو سے ہم آہنگ نہیں ہے، البتہ ان جن صوبوں میں ادارت شرعیہ کا نظام قائم ہے اور اس کے تحت بیت المال ہے۔ ان صوبوں کے مدارس کیلئے لازم ہے کہ وہ اپنا اسلامیہ بیت المال سے کریں، اگر یہ ممکن نہ ہو تو امیر شریعت کی طرف سے انہیں باضابطہ رقم کی وصولی کی اجازت دی جائے اور وہ اس کی آمد خرچ کا حساب بیت المال میں داخل کریں، اگر ایسی صورت ہو جائے تو زکوٰۃ وصول کرنے والے سفراء و مصلحین "عالمین علیہا" کے مصرف میں داخل ہو سکتے ہیں؛ لیکن یہ کمیشن پر چندہ کرنا بہر صورت ناجائز ہے۔ جن صوبوں میں نظام ادارت قائم نہیں ہے، ان میں اس نظام کو قائم کرنے کی کوشش کرنی چاہئے، جب تک یہ نظام قائم نہ ہو جائے کہ ادارت اس علاقے کے ارباب مدارس اس علاقے کے ارباب صل و مفید کے شعور سے اس کام کو کر سکتے ہیں، یا اس کے لئے کوئی اجمن، تنظیم وغیرہ بنائی جا سکتی ہے جو صاحب بہترین افراد پر مشتمل ہو اور زکوٰۃ کو اس کے صحیح مصرف میں خرچ کر سکے۔ آج مختلف ناموں سے غیر معتبر تنظیموں کے قیام کا ایک فیشن سا چل رہا ہے، جو اپنے اثر و رسوخ کا استعمال کر کے امراء سے تمقیں حاصل کرتے ہیں اور من مانے طور پر جائز و ناجائز مصارف میں اسے خرچ کرتے ہیں۔ ایسی اجمن، تنظیم اور ذمہ داری نہیں کی جا سکتی۔ ورنہ زکوٰۃ کے اجتماعی نظام کی جو روح ہے، وہ ختم ہو کر رہ جائے گی اور وہ انفرادی نظام کی طرح ہو جائے گا۔



## موت کا ایک دن متعین ہے

مفتی محمد قند الہدیٰ قاسمی نائب ناظم امارت شرعیہ بہار آڈیشہ و جہاز کھنڈ

قرآن کریم میں اللہ رب العزت نے یہ بات واضح کر دی ہے کہ ہر نفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے اور اس کے کسی حال میں بچنا ممکن نہیں ہے، انسان جہاں کہیں ہوگا موت اسے آئے گی، چاہے وہ شیش پانی ہو، دیوار کے اندر ہی نہ ہو، اللہ رب العزت نے ہر نفس کے لئے موت کا وقت مقرر کر رکھا ہے، جب وہ وقت آجاتا ہے تو دنیا کی کوئی بھی طاقت اسے منوں، سکنڈوں بلکہ پلک جھپکنے تک مؤخر کرنے پر قادر نہیں ہے؛ انسان دنیاوی راحت و آرام، مشغولیات اور کاروبار زندگی میں اس طرح اچھے کر زندگی گزارتا ہے کہ سامنے کی یہ حقیقت عملاً اس کے ذہن و دماغ سے محو ہو جاتی ہے اور آنکھ اس وقت کھلتی ہے جب آنکھ بند ہونے کا وقت آچکا ہوتا ہے، حضرت مولانا سید محمد رفیع صاحب رح سابق شیخ الحدیث جامعہ رحمانی میٹیر نے اس حقیقت کو ایک جملے میں بیان کیا کہ وقت کی اہمیت کا اندازہ مرنے کے وقت ہوتا ہے، مرنے کا وقت اللہ کی طرف سے کس کے لئے کیا مقرر ہے اس کا علم کسی انسان بلکہ اولیاء اللہ اور انبیاء کرام تک کو نہیں دیا گیا، اس علم کو اللہ نے اپنے پاس محفوظ رکھا، کسی کوئی بتایا گیا کہ وہ کہاں اور کب مرے گا؟ اگر اس حقیقت کو بیان کر دیا جاتا تو انسان کی زندگی اجیرن ہو جاتی اور اس کی ساری توانا موت کے دن گھنے میں لگ جاتی، پھر وہ کسی اور کام کا نہیں رہ جاتا؛ بالکل ایسی طرح جس طرح چھائی پانے والے بچرم کا حال ہوتا ہے کہ اسے ہر حال میں اپنی موت ہی یاد رہتی ہے اور زندگی کی ساری رعنائیاں اور شادائیاں اسی فکر کی نظر ہو جاتی ہیں اور سزا کا دن آجاتا ہے، اس نظریے سے دیکھیں تو یہ اللہ کا بڑا کرم ہے کہ اس نے ہم سب سے موت کے وقت کو پوشیدہ رکھا ہے؛ تاکہ ہم دنیا کی خوش گوار فضا میں زندگی گزارتے رہیں۔

ہمیں مرنا ہے، یقینی مرنا ہے؛ لیکن یہ زندگی ہماری اپنی نہیں، اللہ کی عطا کردہ ہے، اس لیے اس زندگی کو ختم کرنے کی ہماری طرف سے کوئی کوشش اللہ کو پسند نہیں ہے، اللہ نے اس سلسلے میں واضح حکم دیا کہ اپنے کو ہلاکت میں مت ڈالو، کوئی ایسا کام نہ کرو جس سے تمہاری زندگی کو خطرہ لاحق ہو جائے، آگ میں نہ کودو، دریا میں ڈوب جانا اور ایل کی چڑیوں پر خود کو ڈال کر اپنے کو ہلاک کر لینا بلکہ کہنا چاہیے کہ خود کئی کی ساری کوششیں اسی لیے مذموم ہیں اور ایسے شخص کے لیے اخروی عذاب کا ذکر احادیث میں کھلے لفظوں میں کیا گیا ہے۔

اپنے کو ہلاکت میں ڈالنے کی عملی شکل ایک یہ بھی ہے کہ آدمی وبا کے دور میں ان پابندیوں کو نہ برتے جو حکماء، ڈاکٹر اور معالجین بیان کیا کرتے ہیں، اس سلسلے میں احادیث میں واضح رہنمائی ملتی ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مقتدرات اہل ہونے کے باوجود ہمیں احتیاطی تدابیر کی ان دیکھی نہیں کرنی چاہیے، حصولی اللہ علیہ وسلم نے غار زوہد اونٹوں کو لاگ رکھنے کی ہدایت دی، کوڑھیوں سے دور رہنے کی تلقین کی، طاعون زدہ علاقوں سے آدورفت مومع کیا اور فرمایا کہ خوف زدہ ہو کر کوئی نہ بھاگے۔ یہ ارشادات بتاتے ہیں کہ احتیاطی تدابیر اختیار کرنا تاکہ بیماری کے پھیلاؤ کو روکا جائے ہر اعتبار سے شرعی ہے، بعض لوگ ان تدابیر کو توکل کے خلاف سمجھتے ہیں، صحیح نہیں کیونکہ توکل کا مطلب تدبیر کی ان دیکھی نہیں ہے؛ بلکہ تدبیر کے درجہ میں اونٹ کے پاؤں میں رسی باندھنا ہے؛ پھر اللہ پر بھروسہ کرنا ہے کہ اب یہ اونٹ ادھر ادھر نہیں جاؤ گا، یہی حال بیماری میں احتیاط و

## ماہ رمضان، برکت کے دن، رحمت کی راتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

روزہ ان عبادات میں سے ہے، جن کو اسلام نے عمود اور شعائر قرار دیا ہے۔ اس سے انسان کی روحانی قوی میں ترقی تیز ہمدردی و بردباری، مہربانی اور صلح و وقار کی عادت پیدا ہوتی ہے۔ گیارہ مہینے کی بے احتیاطی سے روح میں جو کثافت پیدا ہو جاتی ہے اور انسانی قلوب میں جو رنگ لگ جاتا ہے اس کی اصلاح و دورنگی کے لئے شریعت نے روزہ کو ایک علاج مقرر کیا، تاکہ وہ تمام خرابیاں جو روحانیت کے منافی انسان میں پیدا ہو گئی ہیں دور ہو جائیں اور روح انسانی کا مزاج اپنی اصلی حالت پر آجائے، ہر فرقہ اور ہر ملت کے ارباب صل و معتقد نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ روزہ سے انسان کے قوائے غصیبہ اور شہو یہ جو تمام فسادات اور مصیبت کی جڑ ہیں دب جاتی ہیں اور ملکی صفات کا اثر قوی ہو جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ بچے روزہ دار کا سونا بھی خدا کے نزدیک عبادت ہے، اس کا سکوت صحیح ہے، اللہ تعالیٰ اس کی دعا منظور اور جزائے عمل کو مضاعفاً "مضاعفاً" کر دیتا ہے۔ سرکارِ دو جہاں ﷺ کا ارشاد ہے۔ "نوم الصائم عبادتہ و صحتہ تسبیح و دعائہ مستجابہ و عملہ مضاعف۔" امام غزالی اجماعاً العلوم میں اور علامہ ابن قیم نے زاد المعاد میں روزے کے مقاصد و حقیقت پر اس طرف اشارہ کرتے ہوئے تحریر فرمایا کہ "روزہ کا مقصد صرف یہ ہے کہ نفس انسانی خواہشات اور باطنوں کے گھلبند سے آزاہو سکے اور اخلاق الہیہ سے ایک خلق کا برتو اپنے اندر پیدا کرے جب انسان خواہشات کی رو میں بہنے لگتا ہے تو جانوروں کے رویوں سے ملتا ہے۔" اور حضرت امام فخر الدین رازی تحریر فرماتے ہیں کہ۔ روزہ سے شیعوں کے توڑنے اور خواہشات نفس کو کمزور کرنے کے باعث تقویٰ کا ذریعہ ہے۔ اس وجہ سے کہ وہ تکبر، اترابیت اور نفس گوئی پر بند لگتا ہے اور دنیوی لذتوں اور اس کے اثرات کو کم کرتا ہے۔ کیونکہ روزہ سے باطن و فرج کی شہوت ٹوٹ جاتی ہے اور انسان انہیں دونوں چیزوں کے لئے بسا اوقات کوشاں رہتا ہے لہذا جو شخص روزہ رکھے گا۔ اس پر ان دونوں چیزوں کا مسئلہ آسان اور ان کا بوجھ ہلکا ہو جائے گا۔ (تفسیر کبیر ۱۱۳/۱۱۳)

قرآن پاک میں روزہ کا جو فلسفہ بتایا گیا ہے اس کا حاصل بھی یہی ہے، ارشاد ہوتا ہے۔ یا ایہذا الذین آمنوا کتبت علیکم الصیام کما کتبت علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون۔ (۲) رمضان وہ مبارک اور متبرک مہینہ ہے جو اپنے جلوس میں صمد خیر و برکت اور بے شمار فضل و حسنات سے جلوہ گر ہوتا ہے اور طالب خیر کو حق کی خوش خبری سناتا ہے، ماہ مبارک کی سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ اسی مہینہ میں انسانیت کی ہدایت کے لئے قرآن پاک کا نزول ہوا۔ "شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن۔" رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو شہرت سے قرآن کی تلاوت اور اذکار میں اپنے اوقات گزارتے ہیں اور بد نصیب ہے وہ انسان جو گالی گلوں، لڑائی اور جھگڑا اور خشن گوئی و بدگامی میں ایام مبارک کو صرف کرتے ہیں۔ (بیقرہ صفحہ ۱۱۷ پر)



## خاموش دعوت

تقیہ العصر حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی (کارگزار جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ)

کورونہ وائرس نے اس وقت پورے ملک بلکہ پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے، لوگ جیسے درندہ جانوروں سے ڈرا کرتے تھے، آج آپس میں ایک دوسرے سے ڈرتے ہیں، پہلے زندہ انسانوں کے لئے جگہ کی کھلی تھی، اور لوگ سر چھپانے کے لئے زمین کے طلب گار ہوتے تھے، اب مردوں کے لئے جگہ کم پڑی ہے، نفسی طبی کا علم ہے، قرآن مجید نے قیامت کا نقشہ کھینچا ہے کہ لوگ اپنے قریب ترین رشتہ داروں سے بھی راہ فرار اختیار کریں گے، آج اس کا ایک نمونہ لوگ اس دنیا میں دیکھ رہے ہیں، ہسپتال تک پڑ گئے ہیں، بڑی بڑی رقمیں دے کر ایک بیڈ نہیں مل پارہا ہے۔

ان حالات نے بہت سے سماجی، معاشی، نفسیاتی مسائل پیدا کر دیئے ہیں، سوال یہ ہے کہ ایسی صورت حال میں مذہب کے نمائندوں خاص کر دین حق کے حاملین کی کیا ذمہ داریاں ہیں؟ ————— مذہب دوہرے رشتہ کو استوار کرتا ہے، وہ انسان کے دل میں خدا کی محبت بھی پیدا کرتا ہے اور خدا کے بندوں کے ساتھ حسن سلوک کے جذبہ کو بھی پروان چڑھاتا ہے، اسی لئے یہ بات دہنھی جاتی ہے کہ مذہبی مراکز رکھانے کے عام نلگر چلائے جاتے ہیں، جس میں بلا امتیاز مذہب و برادری ہر ایک کی بھوک مٹانے کی کوشش کی جاتی ہے، ہمارے ملک میں اس کی بہترین مثال سکھ بھائیوں کے گروہ داروں سے ہیں، جن کے یہاں لنگر گروہ داروں سے بنیادی کاموں میں شامل ہے، مسلمانوں کے یہاں بھی بہت سی جگہ بزرگوں کے مزارات پر اس کا انتظام کیا گیا ہے، موجودہ وقت میں بھوک مٹانے سے زیادہ اہم ضرورت بیماروں کے لئے علاج کی سہولت فراہم کرنے کی ہے، کیوں کہ باقاعدگی اور سرکاری مراکز بھرے ہوئے ہیں، ابھی چند دنوں پہلے ایک باصلاحیت نوجوان عالم، صحافی اور سماجی کارکن کی وفات ہوئی، ان کے بارے میں جراثی کہ جب حالت نازک ہوئی تو یکے بعد دیگرے تیس ہسپتالوں میں لے جایا گیا؛ لیکن آئی سی یو کی سہولت حاصل نہیں ہو سکی، بالآخر ایک ایسے نرسنگ ہوم میں ایڈمٹ ہوئے، جس میں آئی سی یو کا شعبہ نہیں تھا، اور بہت تھوڑے وقت میں وہ دنیا کو الوداع کہتے ہوئے آخرت کے سفر پر روانہ ہو گئے، باقاعدگی ہی نہیں قریبہ سینٹر کی بھی بہت کمی ہے، بحیثیت مسلمان ہمیں غور کرنے کی ضرورت ہے کہ ان حالات میں ہمارا کیا رویہ ہونا چاہئے۔

اسلامی تعلیمات اس سلسلہ میں بالکل واضح ہیں، اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ ہمارے سامنے ہے، آپ صرف مسلمانوں کے لئے رحمت نہیں تھے، تمام انسانوں بلکہ تمام مخلوقات کے لئے رحمت تھے؛ و ما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین (انبیاء: ۱۰۷) انسانی بنیادوں پر حسن سلوک کی جتنی صورتیں ہو سکتی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مذہب و ملت سے بالاتر ہو کر انجام دینے کی ترغیب دی ہے، شریکین مکہ جب پوری قوت کے ساتھ اسلام اور مسلمانوں پر یلغار کر رہے تھے، اس وقت بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا لحاظ رکھا، پھر کیجئے کہ فرود؟ احد ہو چکی ہے، سرسبز صحابہ رضی اللہ عنہم کی شہادت کا زخم بالکل تازہ ہے، اسی زمانہ میں مکہ میں شدید قحط پڑا، لوگ درخت کے پتے اور سوکھے ہوئے چرے کھانے پر مجبور ہو گئے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس صورت حال کی اطلاع ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے قحط دور ہونے کی دعا بھی فرمائی، اور مدینہ کے فاقہ کش مہاجرین و انصار سے ریلیف وصول کر کے پانچ سو دینار ان کو بھجوائے، پانچ سو دینار کوئی معمولی رقم نہیں تھی؛ کیوں کہ دینار سونے کا سکہ ہوتا ہے، اور میں دینار ساڑھے ستاسی گرام سونے کے برابر ہوتا ہے، نیز یہ خطیر رقم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش مکہ کے ان دوسرے داروں کو تقسیم کے لئے بھیجی جو مسلمانوں کے خلاف لڑائی میں پیش پیش تھے، یعنی ابوسفیان اور صفوان بن امیہ، جو بعد کو دامن اسلام میں آئے، یہ مصیبت کے وقت صرف غیر مسلموں کی مدد نہیں تھی؛ بلکہ جانی دشمنوں کی مدد تھی۔

غرض کہ مصیبت کی کھڑی میں مذہب و مسلک کا لحاظ کئے بغیر تمام انسانوں کی مدد کی جائے، یہ اسلام کی بنیادی تعلیم ہے، موجودہ صورت حال یوں تو برادران وطن کی طرح مسلمانوں کے لئے بھی تکلیف دہ ہے؛ مگر ایک داعی؟ امت ہونے کی حیثیت سے یہ ہمارے لئے ایک موقع بھی ہے، موقع ہے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کو پیش کرنے کا، موقع ہے نفرت کی اس آگ کو بجھانے کا جو فرقہ پرست عناصر کی طرف سے برادران وطن کے دلوں میں ساگھی جا رہی ہے، موقع ہے اسلام کی رواداری، فرائض اور انسانیت پروری کو پیش کرنے کا، اور موقع ہے اس بات کو واضح کرنے کا کہ یہ امت دنیا طلب قوموں کی طرح نہیں ہے؛ بلکہ داعی امت ہے، جو سیاسی مقاصد اور دنیاوی فوائد کے لئے نہیں؛ بلکہ اپنے خالق و مالک کو راضی کرنے اور آخرت کا اجر حاصل کرنے کے لئے انسانیت کی خدمت کرتی ہے، بیماروں کے لئے مسیحا بنتی ہے، غریبوں کے لئے کھجور جاتی ہے، اور یہ غرض؛ جو خدمت خلق کا کام انجام دیتی ہے۔

اللہ کا شکر ہے کہ گزشتہ سال کے لاک ڈاؤن میں قریب قریب ہر علاقہ میں مسلمانوں نے اپنی صلاحیت کے مطابق اس فریضہ کو انجام دیا، اور نذرت انگیز پروپیگنڈہ کے باوجود حقیقت پسند لوگوں نے اس کا اعتراف کیا، اب جو کورونا کی نئی لہر آئی ہے، اس میں بھی بعض مسلمانوں نے اس میدان میں اپنے قدم بڑھائے ہیں، ملک کے کئی بڑے مدرسوں نے کورونا خانے کے لئے تمام سہولتوں کے ساتھ اپنی عمارتیں پیش کی ہیں، بعض جگہ مسجدوں کو بھی کووڈ سینٹر بنانے کی پیشکش کی گئی ہے، اور بلا تفریق مذہب و ملت وہاں مرلیضوں کا علاج ہو رہا ہے، ضرورت ہے کہ اس کوشش کو آوارے بڑے پیمانے پر بڑھایا جائے، محمد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے چلنے والے اسکولوں کی ہے اور ہر شہر بلکہ قصبہ میں کسادہ مسجدیں موجود ہیں، جو تمام ضرورتوں سے آراستہ ہیں، نماز کے لئے مطلوب جگہ بچاتا ہے، بونے ان کو عارضی طور پر گورنمنٹ کووڈ سینٹر بنانے کے لئے پیش کیا جا سکتا ہے، اس سے لوگوں کو بڑی سہولت ہوگی؛ کیوں کہ عام طور پر مسجدوں میں تمام بنیادی اخراجات سرکچر موجود ہوتا ہے، روشنی کا معقول انتظام، کھلے، کھلا ہوا ہوادار ماحول، استیجابانہ، وضو خانہ، پینے کا پانی، استعمال کا پانی، صفائی ستھرائی کا نظم، شور وغل سے حفاظت وغیرہ، یہ روح کے مرلیضوں کے ساتھ

ساکھ جسم کے مرلیضوں کے لئے بھی سازگار ماحول فراہم کر سکتا ہے، جہاں مسجدیں و دستاروں ہوں، اور نئی الحال ایک منزل نماز کے لئے کافی ہوتی ہو، یا جو مسجدیں کافی وسیع و عریض ہوں، ان کے ایک حصہ میں مکتزی کے پردے یا قاپٹیں گھیر کر نمازیں پڑھی جا سکتی ہوں، یا ایک حصہ اندر کا ہوا اور ایک حصہ برآمدہ کا ہو، وہاں فاضل جگہیں موجود ہوں، حالات کے لئے عارضی طور پر حکومت کو یار دہی جذب سے کام کرنے والے ہسپتالوں کو یا چیریشن اداروں کو دی جائیں اور اس پر مسجد کی انتظامیہ کا کنٹرول ہو تو اس سے سماج میں ایک اچھا پیغام جائے گا، اسلام کی حقیقی تصویر لوگوں کے سامنے آئے گی، نفرت انگیز پروپیگنڈوں کا ازالہ ہوگا، اور کیا خوب ہوگا اگر ایسے عارضی سینٹروں پر بروڈ لگا دیا جائے؛ "عارضی کووڈ سینٹر مسجد....." نیز وہاں حسب ضرورت ہندی یا مقامی زبان میں ترجمہ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مختصر انسانیت نواز ارشادات کے فریم ورک دینے جائیں، یہ خاموش دعوت ہوگی، یہ ایک ایسی دعوت ہوگی جس میں زبان کے بول تو نہ ہوں گے؛ لیکن دلوں میں اترنے کی صلاحیت ہوگی، قرآن مجید نے برادران انسانیت کو مانوس کرنے کے لئے "تالیف قلب" کا جو لفظ استعمال کیا ہے، اس مقصد کی تکمیل ہوگی، حسب حالات جگہ دینے سے آگے بڑھ کر مرلیضوں اور ان کے تدارک اور ان کے لئے کھانے پینے کا انتظام بھی کر دیا جائے تو یہ اور بھی بہتر صورت ہوگی، اور اللہ تعالیٰ مسلمانوں میں عمومی طور پر خیر کا جذبہ دوسری قوموں سے بڑھ کر ہے، خود لاک ڈاؤن کی اس مصیبت میں غربت اور معاشی پستی کے باوجود مسلمانوں نے جو قربانی دی ہے، وہ انسانی خدمت کا ایک روشن باب ہے، اور ضرورت ہے کہ اس کو نمایاں کیا جائے۔

مدارس و مکتبہ، مسلم اسکولوں اور اداروں میں اگر ایسے سینٹر قائم کیے جائیں تو اس کے درست ہونے پر تو شاید کوئی اشکال نہ ہو؛ لیکن مسجدوں کے بارے میں شری نقطہ نظر؟ نظر سے یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ عمل درست ہوگا؟ کیا غیر مسلم حضرات کو مسجد میں ٹھہرایا جا سکتا ہے، جو عقیدہ کی نجاست کے علاوہ جسمانی طور پر بھی طہارت و نجاست کے اصول پر کار بند نہیں ہوتے؟ اور کیا یہاں مرلیضوں کو ٹھہرانا مسجد کے ادب کے خلاف نہیں ہوگا؟ کیوں کہ اس میں مسجد کے گندگی سے آلودہ ہونے کا اندیشہ ہے، اس کا اصولی جواب یہ ہے کہ حالت اختیار اور حالت مجبوری کے احکام الگ الگ ہوتے ہیں، عام حالات میں مسجدوں کو مسافر خانہ اور ہسپتال بنانے کی اجازت نہیں دی جا سکتی، یہ مسجد کے مقصد کے بھی خلاف ہے اور ادب کے بھی؛ لیکن اس وقت مجبوری کی صورت حال ہے، اور شریعت نے قدم قدم پر انسانی مجبور یوں کی رعایت ملحوظ رکھی ہے، اسوہ؟ نبوی کی روشنی میں غور کیجئے تو مسجدوں میں غیر مسلم حضرات کے آنے اور ٹھہرنے کا جو دستور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں موجود ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہجران کے مسیحا بننے کا وفد آیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مسجد نبوی میں ٹھہرایا؛ حالانکہ وہ ابھی ایمان نہیں لائے تھے (بخاری، حدیث نمبر ۱۸۳۰) قبیلہ بنو نضیر کا وفد خدمت اقدس میں حاضر ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے مسجد خیرہ لگایا، صحابہ نے عرض کیا: تو یا پاک لوگ ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں مسجد میں ٹھہرایا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جواب میں ارشاد فرمایا: کہ انسان نجاست سے پاک ہو جاتا ہے، زمین پاک نہیں ہوتی؛ لہذا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مسجد میں ٹھہرایا، قبیلہ بنو حنیفہ کے ثمامہ بن ثعلابہ نے ان کو مسجد میں ہی ٹھہرایا، انہیں لگے، (بخاری، حدیث نمبر ۲۶۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مختلف غیر مسلم قبائل کے وفد آیا کرتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ تر ان کو مسجد نبوی میں ٹھہرایا کرتے تھے، وہ ان کا قیام ہوتا تھا، اور وہ ان سے گفتگو بھی کرتے تھے؛ اس لئے اگر مسجد میں غیر مسلموں کو ٹھہرایا جائے جو شریعتی کے جذبہ سے نہیں آئے ہوں تو اس کی گنجائش ہے، محمد شین و فقہاء نے بھی اس کی صراحت کی ہے۔

جہاں تک مسجد میں مرلیضوں کو ٹھہرانے کی بات ہے تو بلا ضرورت ایسا کرنا واقعی مناسب نہیں ہے، یہ بھی مسجد کے مقصد اور ادب کے خلاف ہے؛ لیکن اگر دوسری مناسب جگہ فراہم نہ ہو اور اس وجہ سے مسجد میں مرلیضوں کا عارضی قیام کر لیا جائے تو اس میں حرج نہیں نظر آتا، خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں اس کی مثال موجود ہے، غزوہ بدر کے موقع سے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید پڑ گئے تھے، ان کا گھر مسجد سے دور تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تھے کہ اپنی خصوصی نگہداشت میں انہیں رکھیں اور ان کی بہتر دیکر دیکھیں؛ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی کے اندر ان کے لئے خیمہ لگوا دیا، اُس وقت مسجد میں قبیلہ بنو غفار کا بھی ایک خیمہ تھا، حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زخم سے رنے والا خون بہہ کر بنو غفار کے خیمہ تک پہنچ گیا تو وہ گھبرا گئے، انہوں نے پوچھا کہ اس خیمہ سے خون کیوں آ رہا ہے؟ پھر معلوم ہوا کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسم سے بہنے والا خون ہے، آخرا میں ان کی وفات ہو گئی، (بخاری، حدیث نمبر: ۳۶۳، باب الخیمۃ فی المسجد لمرضی و غیرہ) اس سے شاعرین حدیث اور فقہاء نے یہ بات اخذ کی ہے کہ ضرورت و حاجت کی بناء پر مسجد میں مرلیضوں کو رکھا جا سکتا ہے؛ جواز التریغیض..... فی المسجد لمرضی و رواہ الحافظ (منار القاری شرح البخاری: ۶۳۲)

موجودہ حالات میں اگر سرکاری ہسپتالوں میں جگہ نہیں ہے، پرائیویٹ ہسپتال بھی بھرے ہوئے ہیں، یا ان میں جگہ ہو؛ لیکن غربت مرلیضوں کے اندر ان کا ظالمانہ بل ادا کرنے کی صلاحیت نہ ہو، اور کسی خیراتی ادارہ کو ایسے مرلیضوں کے لئے وقتی طور پر جگہ مطلوب ہو تو ان کو مسجد میں جگہ فراہم کرنے کی گنجائش ہے، اور اگر مسجد کی بجائے مدرسہ یا ملی مقاصد کے لئے استعمال ہونے والی کوئی مارت ہو تو یہ اور بھی بہتر ہے، حقیقت یہ ہے کہ برادران وطن کے سامنے خاموش دعوت پیش کرنے کا بہترین موقع اور بہت ہی موثر ذریعہ ہے، کاش، مسلم تنظیمیں، ادارے اور مساجد کے ذمہ داران اس پر توجہ کریں۔

## قرآن مجید کے پانچ حقوق

مفتی محمد ریاض ارمان القاسمی

مجید میں تبلیغ قرآن کے فریضے کی طرف توجہ کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے: یا ایہذا الرسول! بلغ ما انزل الیک من ربک وإن لم تعلم بلغ ما بعثناک به من ربک وما یصلح لک من العلم الا ما یتعلمون۔ (سورۃ المائدہ: آیت ۶۷)۔ اے رسول! جو کتاب آپ کے پروردگار کی طرف سے نازل کی گئی ہے، اسے پہنچا دیجئے، مگر آپ نے ایسا نہیں کیا تو آپ نے رسالت کا حق ادا نہیں کیا، اور اللہ تعالیٰ لوگوں سے آپ کی حفاظت فرمائیں گے، جسے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا جو فریب پر بند ہیں۔

غور کیجئے! اس آیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنی تبلیغ تکبیر کے ساتھ تبلیغ قرآن کا حکم دیا جا رہا ہے اور یہ بھی فرمایا جا رہا ہے کہ اگر آپ نے یہ کام نہیں کیا تو آپ نے رسالت و پیغمبری کا حق ادا نہیں کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس ذمہ داری کا اس قدر احساس تھا کہ آپ نے اپنی پوری زندگی راتوں کو انسانیت کی ہدایت کے لئے خدا کے سامنے رونے، ہرگز نہ سونے اور اپنی جان قربان کرنے میں گزار دی اور دن بندکان خدا کو اس کی طرف بلائے اور بندوں کو خدا سے جوڑنے میں صرف کیا، اسی لئے آپ نے طائف میں پھر کھارے اور بلوہبان ہو گئے، احد میں چہرہ مبارک کا ڈنڈی ہونا گوارا فرمایا، شعب ابی طالب میں بھوک و پیاس کی لذت اٹھائی، مکہ سے کھاروں کے سایہ میں مدینے کے لئے روانہ ہوئے، ان ساری آزمائشوں اور ابتلاؤں اور مصائب و مصائب سے آپ کیوں گزر گئے؟ اسی لئے قرآن رسالت کی ذمہ داری ادا ہو۔

چنانچہ حیدرآباد کے موقع سے جب ایک لاکھ سے زائد مساجد آپ کے ساتھ تھے، آپ نے اپنے اثر و نفوذ کو برومی خطبہ میں سما کر ام سے دریا بہتا فرمایا کہ کیا ہم نے تم تک اللہ کے دین کو پہنچایا، بل بلوغت؟ تم اس بار سے میں کیا کہو گے؟ سما پائے؟ عرض کیا: ہم گواہ ہیں کہ آپ نے ہم تک اللہ کی کتاب پہنچادی، نبوت کا حق ادا فرمایا اور ہمارے ساتھ پھر خودی کا معاملہ فرمایا: "نشہ انک قد بلغت و اذیت و نصحت" آپ نے جواب میں فرمایا: اے اللہ! آپ گواہ ہیں، اے اللہ! آپ گواہ ہیں، اے اللہ! آپ گواہ ہیں (مسلم باب حجۃ الہدیٰ) لہذا اس مبارک مجید میں قرآن کریم کے تمام حقوق کی ادائیگی کی کوشش تبلیغ کر، خاص طور پر امت کے ہر فرد تک قرآن کے پیغام کو عام کرنے کا عزم مسکرم کرنا باعث اجر و ثواب ہے۔

کا جو ازان لوگوں کے لیے ہے جو پڑھنے لکھنے سے محروم ہو گئے ہیں اور اب ان کی عمر اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ ان کے لیے سیکھنا ناممکن ہو چکا ہے، ایسے لوگ اگر فونٹی چھوٹی حلاوت کریں یا حلاوت نہ کر سکیں محض عقیدت کی بنا پر سطروں پر اپنی انکیاں ہی پھیریں تو بھی ان کو ثواب ملے گا۔ پڑھنے لکھنے لوگ جنہوں نے دنیا کے مختلف علوم و فنون حاصل کرنے میں زندگیوں صرف کیں، اپنی فونٹی غیر ملکی زبانیں بھی سیکھیں، ایسے لوگوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ قرآن کا ہم حاصل کریں۔

قرآن کا چوتھا حق: سچم، اقامت اور سچ قرآن مجید کا چوتھا حق یہ ہے کہ اس پر عمل کیا جائے۔ "خذسی لسلطانی" ہے، اس کا مقصد سزا دل اس ہدایت کو حاصل کرنا ہے اور اسے اپنی زندگیوں کا لائحہ عمل بنانا ہے۔ پھر اس عمل کے پھول پھولیں، ایک اہم اور دوسرا اجتماعی، ایسے احکام جن کا تعلق انفرادی زندگی سے ہے، ان کا تو انسان کی انفرادی تکلیف ہے، البتہ ایسے احکام جن کا تعلق اجتماعی زندگی سے ہے، ان کا فی الفور تکلیف تو نہیں، لیکن ان کو درست کرنے کی کوشش کرنا یہ ضروری ہے۔

قرآن کا پانچواں حق: تبلیغ تبیین اور سچ قرآن مجید کا پانچواں حق اسے دوسروں تک پہنچانا ہے، جسے ہم تبلیغ کے نام سے جانتے ہیں، آپ ﷺ کا ارشاد ہے: "سَلِّعُوا عَنِّي وَلَا تَلْمِزُوا" (سنن الترمذی، ج ۳، ص ۳۳۳) لیکن مقام افسوس یہ ہے کہ قرآن کا حق تبلیغ صحیح اور فراموش کیا ہوا حق ہے، یہ ایسا حق ہے جس کی طرف ہمارا ذہن نہیں توجہ دیتا اور فراموشی کو ادا کرنے کے لئے ہمارے سینہ میں کوئی عزم پیدا نہیں ہوتا، اس کتاب کو اس کے تمام بندوں تک پہنچانا، قرآن مجید کی ایک صفت "ہدیٰ ہونا ہے، ہدیٰ کے معنی سراپا ہدایت کے ہیں، ہدایت و رہنمائی کے لیے ضروری ہے کہ کتاب ان لوگوں تک پہنچائی جائے جو ہدایت سے محروم ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کی امانت ہے اور اس امانت کا حق ہے کہ اسے پوری انسانیت تک پہنچایا جائے۔

قرآن مجید میں سائز سے چھ بڑا سہ اور آیتیں ہیں، ان میں سے پانچ سو آیات احکام سے متعلق ہیں، جن میں عملی زندگی کے بارے میں شرعی قوانین بیان کئے گئے ہیں، بقیہ آیات براہ راست یا بالواسطہ دعوت و دین سے متعلق ہیں، یا تو ان میں لوگوں کو ایمان کی دعوت دی گئی ہے یا انبیاء کے دعوتی واقعات اور قصص کو ذکر فرمایا گیا ہے، عرض یا یہاں فریضہ ہے جو قرآن مجید کے تقریباً نوے فیصد مستملات کا مجموعہ اور اس کا خلاصہ ہے، جو قرآن

مسلمان پر قرآن مجید کے پانچ حقوق ہیں: ۱۔ ایمان و تقویٰ، ۲۔ حلاوت و تربیت، ۳۔ سچم و تکریم، ۴۔ سچم و اقامت، ۵۔ تبلیغ و تبیین۔ قرآن کا پہلا حق: ایمان و تقویٰ، ایمان کے دو حصے ہیں: ایک اقرار اور دوسرا تصدیق۔ ہم قرآن کے اللہ کی کتاب ہونے کا اقرار تو کرتے ہیں، لیکن یقین اور تصدیق کی ہمارے اندر کی ہے، البتہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اپنے دلوں کو نکلنے کی آہم قرآن کو مستحضر مذہبی عقیدے کی بنا پر ایک آسانی مقدس کتاب سمجھیں، جس کا زندگی اور اس کے جملہ معاملات سے تعلق نہ ہو، یا یہ یقین ہے کہ قرآن اللہ کا کام ہے جو اس لیے نازل ہوا کہ لوگ اس سے ہدایت حاصل کریں اور اسے اپنی زندگیوں کا لائحہ عمل بنائیں؟

قرآن کا دوسرا حق: قرأت و تلاوت، قرآن مجید کا دوسرا حق اس کی قرأت اور تلاوت ہے۔ قرأت کا مطلب ہے کہ تلاوت کرنا ہے، جبکہ تلاوت کا لفظ صرف قرآن کے لیے خاص ہے۔ تلاوت کے معنی (۱) تلاوت کا پہلا حق یہ ہے کہ قرآن کریم کو تجویز کے قواعد کا لحاظ کر کے تلاوت کیا جائے، یعنی مخارج، صفات اور رموز و اوقات کا علم ہونا چاہیے، تاکہ قرآن کریم کی تلاوت کا اثر ادا ہو سکے۔ (۲) تلاوت کا دوسرا حق یہ ہے کہ روزانہ تلاوت کا معمول ہونا چاہیے۔ (۳) تلاوت کا تیسرا حق خوش الحانی ہے، فرمایا: "تَرْتِلُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ" (سنن ابی داؤد، ج ۱، ص ۸۳۵) ترجمہ: قرآن کو اپنی آوازوں سے مزین کر کے پڑھو۔ (۴) تلاوت کا چوتھا حق یہ ہے کہ قرآن کا خیال رکھا جائے، یعنی پڑھو ہو کر قبلہ رخ بیٹھ کر پڑھو، تکریم و تکریم، اور مسلسل تکریم و تکریم و تکریم و تکریم کے تلاوت کا اہتمام کیا جائے۔ (۵) تلاوت کا پانچواں حق ترتیل ہے، یعنی تلاوت پھر پھر کر کے کرنا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِیلًا"۔ اور قرآن کو پھر پھر کر پڑھو، پھر پھر کر پڑھنا، یقیناً قلبی کا ذریعہ بھی ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "وَرَتِّلِ الْکِتَابَ لَعَلَّکَ تَلْذِیْلٌ"۔ اور اس کی طرح (۱۲۱) تاکہ ہم اس کے ذریعے تمہارے دل کو ثابت عطا کریں۔ (۱۶) قرآن کا چھٹا حق یہ ہے کہ اس کو حفظ بھی کیا جائے۔ حفظ میں یہ ضروری نہیں کہ پورا ہی حفظ کیا جائے، بلکہ حسب توفیق زیادہ سے زیادہ حفظ کیا جائے۔

قرآن کا تیسرا حق: تکریم و تکریم قرآن کو سمجھنا۔ پھر سمجھنے قرآن کی تلاوت

## رمضان میں صحت کا خیال کیسے رکھیں

مولانا ندیم الواجدی

ہو، اسی طرح اسے پانی کی بھی شدید ضرورت ہوتی ہے، پانی جسم کے اندر پہنچ کر کھانے پینے کی تالیوں کو تر کر دیتا ہے اور اس میں صحت کے لیے مستعد کر دیتا ہے، پانی اور جو دودھ اور چھوٹی چیزیں ایسی ہیں جو جسم کے اندر پہنچنے کے بعد تیزی کے ساتھ ہضم ہو جاتی ہیں اور روزہ دار کو توانائی فراہم کرتی ہیں۔

(۳) دوسروں میں افطار کیجئے: سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارک یہ تھی کہ آپ افطار میں غلت فرمایا کرتے تھے، ساتھ ہی مغرب کی نماز میں بھی جلدی فرماتے تھے، اس کی ایک وجہ تو ظاہر ہے کہ مغرب کا وقت بڑا مختصر ہوتا ہے، اگر افطار میں ہی اچھے سے تو مغرب کا وقت ختم ہو سکتا ہے، اور نماز ادا نہیں ہو سکتی ہے، دوسرے اس میں یہ صحت بھی تھی کہ اذانِ فجر پانی سے افطار کر کے مغرب کی نماز پڑھ لی جائے، نماز سے فراغت کے بعد پھر کھانا کھایا جائے، ایسی طور پر اس بڑا افادہ ہے، پہلے روزہ دار کے معدے میں سا دھ، سرخ ہضم اور تھوڑی سی غذا جاتی ہے، اور معدے کو کچھ دیر کے لیے اپنے حال پر چھوڑ دیا جاتا ہے تاکہ وہ آنے والی غذا کو ہضم کرنے کے لیے پوری طرح تیار ہو جائے، افطار کے وقت معدے کو بھر دینے سے نظام ہضم سست پڑ سکتا ہے اور بہت ہی بیماریاں پیدا ہو سکتی ہیں۔

(۴) زیادہ کھانے سے بیزار: بہت زیادہ کھانا لینے بھی سخت مضرت ہے، مگر روزہ رکھنے کے بعد تو کھانے پینے میں کچھ زیادہ ہی احتیاط کرنی چاہئے جو مشین دن بارہ چوہ گھنٹوں سے لڑی پڑی ہو، اسے آہستہ آہستہ اشارت کرنے کی ضرورت ہے، حدیث شریف میں زیادہ کھانے کو سخت پاپند فرمایا گیا ہے، سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: "آدی پیٹ سے زیادہ بری چیز کوئی نہیں کھرتا، انسان کے لیے کھانے کے چند گھنٹے کافی ہیں جو اس کی کمر سیدھی رکھ سکیں، لیکن اگر زیادہ کھانا ہی ضروری ہو تو پیٹ کے تھکنے کرنے یا پیٹیں ایک تہائی کھانے کے لیے، دوسرا تہائی پانی کے لیے اور باقی تہائی ماسٹ لینے کے لیے، (ترمذی) زیادہ کھانے سے معدے میں بڑی خرابیاں پیدا ہو سکتی ہیں، معدہ پھول سکتا ہے، نظام ہضم میں مشکلات پیدا ہو سکتی ہیں، پھولوں کے پاس کا حصہ معدے کے وزن سے متحور ہو سکتا ہے، پیٹ میں تھکنے، ایہا رہا ہو سکتا ہے، دل کے آس پاس جلن ہو سکتی ہے، نیند آہستہ پیدا ہو سکتی ہے، اس کے علاوہ اذیت ناک ڈکاروں سے واسطہ پڑ سکتا ہے، جو خود اپنے لیے بھی تکلیف دہ ہوتی ہیں اور دوسروں کے لیے بھی، جنوں کی گردش ہو سکتی ہے، (ایضاً صفحہ ۱۳ اریز)

اللہ تعالیٰ نے رمضان کو رحمت و مغفرت اور روزہ سے نجات کا مہینہ بنایا ہے، اس مہینے میں اللہ کے نیک بندے روزہ نماز، تراویح، تہجد، تلاوت قرآن کریم وغیرہ عبادتوں میں مشغول رہتے ہیں، گویا یہ عبادت کا مہینہ بھی ہے، ہم میں سے بہت کم لوگ اس حقیقت سے باخبر ہیں کہ یہ مہینہ صحت و تندرستی کا مہینہ بھی ہے، بشرطیکہ ہم کھانے پینے کے معاملات میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت اور اس سے عمل کریں، اس طرح ہم روزہ بھی رکھ سکتے ہیں اور اپنی صحت کی حفاظت بھی کر سکتے ہیں، اس مقصد کے حصول کے لیے ہمیں مندرجہ ذیل ہدایات پر عمل کرنا ہوگا:

(۱) افطار میں غلت: سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ داروں کو ہدایت فرمائی ہے کہ وہ افطار میں جلدی کریں، یعنی جب وقت ہو جائے تو فوراً افطار کریں، ادھر ادھر پھر کر یا دوسرے کاموں میں مشغول ہو کر افطار کو مؤخر کرنا کسی بھی طرح مناسب نہیں ہے، حدیث شریف ہے: "لوگ اس وقت تک خیر کے ساتھ رہیں گے جب تک افطار میں جلدی کرتے رہیں گے" (بخاری و مسلم) سحر کے اختتام اور افطار کے آغاز کا ایک وقت متعین ہے، اس کی رعایت ضروری ہے، ظاہر ہے خیر احکام الہیہ پر پوری طرح عمل کرنے ہی میں ہے، اظہار کی رائے ہے کہ افطار میں غلت کرنا انسانی صحت کے لیے بھی مفید ہے، لہذا وقت کھانے پینے بغیر رہنے کے بعد انسانی جسم کو بھوک پیاس ختم کرنے والی غذاؤں کی شدید ضرورت ہے، اس ضرورت کی تکمیل میں تاخیر کرنے سے جسم میں پانی کی مقدار کم ہو سکتی ہے، اور شوگر بھی لازمی مقدار سے گھٹ سکتی ہے، یہ دونوں چیزیں انسانی صحت کے لیے سخت مضرت ہیں، جب تک افطار کا وقت نہیں ہوتا، قدرتی طور پر انسان کے اندر کھانے پینے کی رغبت پیدا نہیں ہوتی، وقت ہونے کے بعد رغبت پیدا ہو جاتی ہے، اس صورت میں تاخیر کرنا، اور اشتہا کے باوجود کھانے پینے سے تکرر کرنا، جسمانی نظام خراب اثرات مرتب کر سکتا ہے جس کی شریعتی اجازت نہیں دیتی۔

(۲) گھجور دہانی سے افطار: سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے: "جب تم میں سے کوئی روزہ دار افطار کرے تو اسے گھجور سے روزہ افطار کرنا چاہئے کیوں کہ اس میں برکت ہوتی ہے، اگر گھجور نہ ہو تو پانی سے افطار کر لے کیوں کہ وہ پاک و طیب ہوتا ہے" (ترمذی، مسند احمد) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں چیزوں کو افطار کے لیے اس لیے منتخب فرمایا ہے کہ اس میں بہت سے طبی فائدے ہیں، روزہ دار کو افطار کے وقت لذائذ سے بھر پورائی غذا کی ضرورت ہے جو بھوک بھی رفع کرنے میں مہین مددگار ہو اور تیزی کے ساتھ ہضم ہونے والی بھی

## عالمی وبائی مرض کو روکنا میں رمضان المبارک کیسے گزاریں؟

مولانا انوار الحق

آج تمام دنیا ایک چھوٹے سے اوزن کی لپیٹ میں ہے، ہر نئی نوع انسان پر بیٹان ہے، عبادت کے وہ عظیم مرکز مسلمانوں کی اجتماعی و انفرادی عبادتوں دریا ستوں، ذکر و اذکار، توبہ و استغفار، بجز و تسکین آہ و زاری کے مظاہر ہیں، جہاں پر عبادت کی عظیم لذت محسوس کرتا ہے، آج وہ مراکز بھی مسلمانوں پر بند ہو چکے ہیں، یہ پریشانی اور باہر اگر ایک طرف عالمی طور پر بیماری کی صورت میں پھیلی ہے تو دوسری طرف یاد رکھیں یہ ہمارے اعمال کا نکتیہ اور انجام ہے۔ قرآن مجید میں رب تعالیٰ بڑے واضح الفاظ میں فرماتے ہیں:

ظہر الفساد فی البر والبحر بساکبت ایلیہ الناس (الروم: ۴۱) "کونٹنگی و سندر میں جو فساد بھی برپا ہوتا ہے تو اس کا محرک انسانی عمل ہے۔"

بہر حال ان مشکل و پریشان کن آزمائش کی گھڑی میں رمضان کے مبارک روز و شب میں اپنے انہوں کی رب سے معافی مانگیں اور اس عظیم ہوا سے حفاظت کے لئے رب کے حصار میں داخل ہوجائیں، بہر حال اسماں رمضان المبارک ایک بڑی اہمیت کا حامل ہے کہ اس کا کھلو کر رب کی اطاعت و مبرا برداری میں گزاریں، رب سے اپنے گناہوں کی گڑگڑا کر معافی مانگیں، کیونکہ مومن کے لئے اطاعت میں رکاوٹ کا سب سے بڑا ذریعہ اور سبب اٹھیں ہے اور وہی اٹھیں رمضان المبارک میں پابند سلاسل کر دیا گیا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آتا ہے

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب رمضان کی پہلی رات ہوتی تو شیاطین اور سرکش جنات جگڑ دینے جاتے ہیں اور روزِ کعبہ کے سارے دروازے بند کر دینے جاتے ہیں اور ان میں سے کوئی دروازہ بھی کھلا نہیں رہتا اور جنت کے تمام دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، ان کو کوئی دروازہ بھی بند نہیں کیا جاتا اور اللہ کا منادی پکارتا ہے کہ اے خیر اور نیکی کے طالب! قدم بڑھا کے آ اور اے بدی اور بد کرداری کے شائق! رک، آگے نہ آ! اور اللہ کی طرف سے بہت سے گنہگار بندوں کو روزِ کعبہ سے رہائی دی جاتی ہے (یعنی ان کی مغفرت کا فیصلہ فرمایا جاتا ہے) اور یہ سب رمضان کی ہر رات میں ہوتا رہتا ہے (جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ)

حدیث مبارک میں واضح ہوتا ہے کہ نافرمانی کے تمام ذرائع اور سفر بند ہوجاتے ہیں، اس کا مشاہدہ ہم رمضان میں محسوس بھی کرتے ہیں کہ ہر شخص نیکی بن جاتا ہے، مسجدوں میں نمازیوں کی تعداد بڑھ جاتی ہے۔ قرآن مجید کی تلاوت کا اہتمام ہونے لگتا ہے حتیٰ کہ ہم ایسے اللہ کے بندوں کو بھی سمجھ میں دیکھتے ہیں جو سال بھر جھگڑتے رہے، روزانہ سے بھی نہیں گزرتے یہ اس بات کی دلیل ہے کہ رمضان میں شیطان بند کر دیا گیا ہے لیکن بعض اوقات ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ بعض لوگ رمضان المبارک میں بھی اسی طرح گناہ میں مبتلا ہوتے ہیں جیسے غیر رمضان میں تو یہ بات یاد رکھیں کہ ہر گناہ ہم سے شیطان ہی نہیں کرواتا، ہم گناہوں کے ایسے عادی بن چکے ہیں کہ یہ گناہ ہمارے طبیعت کا یہ بن چکی ہے، اس لئے رمضان میں بھی یا اپنے عادت کے مطابق زندگی بسر کر رہے ہیں۔

اجتنابی یعنی ایم ہیں جس میں ہر عمل کا بدلہ بڑا چڑھا کر مومن کو دیا جاتا ہے، ان مبارک روز و شب کی فضیلتیں حاصل کرنے کے لئے ان کی قدر کرنا ہوگی۔ روز و صرف کھانے پینے سے رکنے کا نام نہیں بلکہ عمل آداب و احترام کے ساتھ روزہ کا اہتمام کریں، مشائخ و بزرگان دین نے روزے کے چند آداب ذکر فرمائے ہیں کہ جن آداب کا لحاظ کرنا ہی اصل روزے کی طرف ہے، اگر ان امور کی پاسداری نہ کی تو پھر روزہ نام کا روزہ تو ہوگا مگر اس پر جو فضیلتیں و اجر کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، اس سے محروم ہوگا، ان آداب میں سب سے پہلے لاکھ کی حفاظت ہے کہ ہماری نظر کسی سے ٹکے نہ پڑے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ وہ انہیں کے حیروں میں سے ایک تیر ہے جو جس اس سے اللہ کے خوف کی وجہ سے بچا رہے تو حق تعالیٰ اس کو ایسا نور نصیب فرماتے ہیں جس کی طاقت اور لذت قلب محسوس کرتا ہے۔

دوسری چیز جس کا روزہ دار کو اہتمام ضروری ہے وہ کان کی حفاظت ہے،

بزرگہ و چیز سے جس کا کہنا اور زبان سے نکالنا ناجائز ہے اس کی طرف کان لگانا اور سننا بھی ناجائز ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے نہایت کا کرنے والا اور سننے والا دونوں گناہ میں شریک ہیں۔ اسی طرح خش بائیں، غیر محرم کی گفتگو، گناہ ساز و باہے سننے کا اہتمام لازمی ہے۔

چوتھی چیز باقی اعضاء، بدن مثلاً ہاتھ کا ناجائز چمکنے سے پاؤں کا ناجائز چیز کی طرف چلنے سے روکنا اور اسی طرح اور باقی اعضاء، بدن کا اسی طرح پیٹ کا افطار کے وقت مشتبہ چیز سے محفوظ رکھنا جو شخص روزہ رکھ کر حرام مال سے افطار کرتا ہے، اس کا حال اس شخص کا سا ہے جو کسی مرض کے لئے دو اکرتا ہے مگر اس میں خود اس روزہ بھی مانتا ہے کہ اس مرض کے لئے تو وہ دو امنیہ ہوجائے گی مگر یہ ہر ساتھی ہلاک بھی کر دے گا۔

پانچویں چیز افطار کے وقت حال مال سے بھی اتنا زیادہ رکھنا کہ حکم میر ہوجائے اس لئے روزہ کی غرض اس سے فوت ہوجاتی ہے، کیا وہ مینہ تک بہت کچھ کھایا ہے اگر ایک مینہ اس میں کچھ بھی ہوجائے تو کیا جان ل جاتی ہے۔

چھٹی چیز جس کا لحاظ روزہ دار کے لئے ضروری فرماتے ہیں یہ ہے کہ روزہ کے بعد اس سے ڈرتے رہنا بھی ضروری ہے کہ نہ معلوم یہ روزہ قائل قبول ہے یا نہیں اور اسی طرح ہر عبادت سے غم پر نہ معلوم کوئی لغزش جس کی طرف التفات بھی نہیں ہوتا ایسی تو نہیں ہوگی جس کی وجہ سے پست پر مار دیا جائے۔ رمضان المبارک میں اگر ہم ان آداب کے ساتھ روزہ کا اہتمام کریں تو ان شاء اللہ تعالیٰ طور پر رمضان کے اجر و ثواب حاصل کریں اور اللہ تعالیٰ سے قربی

امید ہے کہ ان اعمال کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ تمام امت مسلمہ کو اس ہوا سے نجات دلائے گا، بہر حال ان موجودہ حالات کے تاظر میں بھی چند گزارشات آپ حضرات کے سامنے رکھتا ہوں کہ ان حالات میں سب سے پہلے جس امر کی اشد ضرورت ہے اور ایسی ہی طور پر عملی زندگی میں لانا ہے وہ ہے کفرت استغفار، ہر بیماری و عذاب اسی طرح ہر مشکل و پریشانی کا آگنا ہوں کی وہ سے ہوتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکم جو طوفان، بارش، سورج گرہن و چاند گرہن وغیرہ حالات میں جلد ہی مسجد تشریف لے جاتے اور استغفار و توبہ کا اہتمام کرتے، مشکل حالات میں دعا سے پوس علیہ السلام کا اہتمام مجرب ترین ہے کہ روزانہ لالہ الا انت سبحانک انی کنت من الضالین کا توفیق کثرت سے کریں، اس کا علاوہ صبح و شام تمام کے بعد بسم اللہ الذی لا یضر مع اسہ شئی فی الارض ولا فی السماء وهو السميع العليم تعین ہاں پڑھیں۔

اس کے علاوہ اعمال کے ساتھ ساتھ احتیاطی تدابیر کو اختیار کرنا بھی شریعت کا تقاضہ ہے، ان حالات میں ماہرین طب جو احتیاطی تدابیر بتاتے ہیں ان پر سختی سے عمل کرنا چاہئے۔ ہم بحیثیت مسلمان اللہ تعالیٰ کو قادر مطلق ذات مانتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کرنا چاہے تو کئی طاقت اس کو رکھ سکتی ہے اور جو کام اللہ تعالیٰ روک لے تو کئی طاقت اس کو نہیں سکتی تو ہر وہ اللہ کی ذات پر رکھیں اور دعاؤں کا اہتمام کریں، ان شاء اللہ اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کے ساتھ عافیت کا معاملہ فرمایا۔

### ماہ رمضان، برکت کے دن، رحمت کی راتیں

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "کتھے روزہ دار ہیں جن کو روزے بجز بھوک کے کچھ حاصل نہیں اور کتھے تہجد گزار ہیں جن کی نماز تہجد سے بیداری کے سوا کچھ فائدہ نہیں۔" "میں وہ لوگ ہیں جن کے جسم نے روزہ رکھا لیکن دل نے روزہ نہیں رکھا۔ ان کی زبان یا حتیٰ تہمت لیکن دل پاسا نہ تھا۔ روزہ کا ایک دوسرا پہلو یہ ہے کہ انسان روزہ کے ذریعہ عیال و تاقی کو حاصل کر لیتا ہے۔ متقی وہ ہوگا جو روزہ رکھے گا۔ روزہ کا تہمتی اور تقویٰ کی انجام جنت ہے، حدیث قدسی میں بھی اس حقیقت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ "الصوم لی وانا جزی بہ" روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا میں خود اس کا بدلہ ہوں۔ بجز اہرام کا وہی دیں گے۔ لیکن واسطوں کے ذریعے طے کا اور روزہ کا بدلہ مالک الملک وغیرہ واسطوں کے عطا کریں گے۔ روزہ جس طرح روحانی گناہوں کے لئے نفاذ ہے، اسی طرح ہمارے مادی جراثیم کے لئے دو اچھی ہے، طب کے تجربے اور مشاہدے سے ثابت کرتے ہیں کہ اکثر حالتوں میں انسان کا بھوکا رہنا اس کی صحت کے لئے ضروری ہے مختلف امراض جسمانی کا تعلق علاج سے بعض بیماریاں ایسی ہیں جن کا علاج ہی کھانے پینے کو ترک کر دینے سے کیا جاتا ہے، آخرو کوئی بات تو ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "صوموا صحو" روزہ رکھو صحت مند رہو گے۔ اور بقول مولانا عبدالجواد ربابی "جدید و قدیم سب طبیعتیں اس بات پر متفق ہیں کہ روزہ جسمانی بیماریوں کے دور کرنے کا بہترین علاج ہے اور جسم انسان کے لئے بہترین مصلح ہے۔" جو مسلمان رمضان کے روزے رکھتے ہیں ان کو ذرا ہی طور پر تجر بہ ہوگا کہ ایک مینہ کا روزہ کتنی بیماریوں کو دور کرتا ہے عام طور سے ان کی صحت اچھی رہتی ہے بشرطیکہ انہوں نے از خود کھانے پینے اور افطار و تجور میں سے احتمالاً نہ کی ہو اور سب سے بڑا نفاذ یہ ہے کہ روزہ سے تعلق مع اللہ اور مملکتی صفات سے منھٹ ہونے اور تعلق باخلاق اللہ ہونے کا جب ہے اس ماہ میں رب کریم اپنے بندوں کو ذرا کرو شامل بخواری اور مسوات کرتے دیکھنا چاہتا ہے۔

رمضان المبارک رحمتوں اور برکتوں و لیلیات، بانی کا مہینہ ہے، طاعات و عبادت کی بہار کا زمانہ اور روحانیت کا جشن عام ہے۔ جس طرح خزاں کے بعد بہار آتی ہے اور ساری فضا سحرمانہ نئی ہے، بالکل اسی طرح گناہوں اور آلائشوں کے بعد تکیوں کا یہ موسم آتا ہے جس سے ساری فضا منور ہوجاتی ہے۔ عبادت و توفیق، ذکر و تلاوت اور شانے الہی کے وہ کون سے کام ہیں جو اس ماہ اہتمام نہیں ہاتے کہ چھ صائم کا جسم انسان ہوتا ہے لیکن اس کی روح فرشتوں کی زندگی بسر کرتی ہے جو نکھلتے ہیں اور نہی پیتے ہیں جس کا ظہور حالت مملکتی سے ہوتا ہے۔ ہمارے اسلاف کا طریقہ رہا ہے کہ رمضان المبارک کے ایم میں روح کی لطافت، قلب کی صفائی اور نفس میں پاکیزگی میں بسر کرتے تھے، حضرت جنید بغدادی کا مشہور قول ہے کہ "مجھے جو کچھ بھی ملا بھوک کی گرسنگی کے ہی نفل میں ملا۔" مولانا رومؒ نے فرمایا کہ منزل حق کی تمام راہیں بھوک و پیاس سے نکلی ہیں، علم راہین رمضان کی آمد سے اتنے خوش ہوتے کہ چھ مہینے پہلے ہی ذکر کیا کرتے تھے کہ اب رمضان آئے گا۔ اتنے یقینے ہیں جی اور اتنا ہی اس کے چلے جانے سے محروم ہوتے تھے گویا زبان حال سے یوں کہتے۔ "هذا الذی کانت الایام تنتظر، فلیوف لله الاقوام بما نذروا۔"

یہ وہ وقت ہے جس کا زمانہ کو انتظار تھا۔ اب وقت آ گیا ہے کہ نذر ماننے والے اپنی تہذیب پوری کریں۔ آج مسلمان کثافت عالم کے دیزیردوں کے نیچے، رب کر عالم آخرت سے غافل ہوتا جا رہا ہے، دنیاوی ذرق و برق اور مادی و جھوٹی نمائش کے پیچھے اس قدر روزہ رہا ہے کہ اپنے رب حقیقی سے محروم ہوتا جا رہا ہے، مومنان شان اور تقاضا ایمانی تو تھا کہ ہر قسم کی دنیاوی اغراض و نفس پرستی، دنیا طلبی سے بالاتر ہو کر خدا کو راہی کرنے اور اپنی آخرت کو بنانے کے لئے ثواب کی نیت سے رمضان کا اہتمام، اس میں تلاوت و عبادت سے ایک نیا جوش و ولولہ اور ایک نئی نشاط پیدا کرتے۔ لیکن بقول دریا بادی "آپ ہیں کہ اپنی تجارت، اپنی دکانداری اور اپنی عیال داری، اپنی دکانداری اور اپنی سیریز کی جن میں ایسے مست و مدہوش ہو رہے ہیں کہ ناک رکھتے ہیں مگر خوشبو کو اپنے اوپر حرام کر لیا ہے۔ آنکھ رکھتے ہیں مگر روشنی سے محروم اختیار کر لی ہے۔ بنار میں مگردانہ کرنے کی تم کھلی ہے، دانائی، بے عقلی، ناعاقبت اندیشی، بد ہمتی، جرمانہ بینی کی اس سے اور بڑھ کر کیا مثال ہو سکتی ہے۔ آج بے نام سب سے پہلے اپنے نفس کا محاسبہ کریں۔ رب حقیقی کے بار میں خوب توبہ و استغفار کریں، گنہگار نہیں، اختیار کریں اور اپنی غلطی کا اعتراف کر کے مغفرت کی درخواست کریں، ملک کی خوشحالی اور قیام امن کی دعا کریں جو مسلمان فسادات میں شدید ہو گئے ان کے لئے بلندی درجات اور اپنی تعمیری زندگی کی افلاح ہونے کے لئے دعا کریں۔

# مشکر اسلام، امیر شریعت حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب نور اللہ مرقدہ، ایک متوازی قاعدتھے

## شمس پرویز مظاہری

۳۱ مارچ ۲۰۲۱ء بروز جمعرات کو ہندوستان میں نہیں بلکہ عالم اسلام کے لئے اس قدر سخت ترین اور کرب انگیز ترین واقعہ جس نے پوری امت مسلمہ کو گھمبھور کر رکھا ہے۔ دوپہر کے ڈھائی بجے جس وقت ملک بھر کے نیوز چینل اور سوشل میڈیا، ملک ہندوستان کے تقسیم دینی قائد، سماجی و سیاسی راہنما، جیہاد اور نگران انسان، مہر و آہن، کوہ کن، ولی کامل مشکر اسلام، امیر شریعت حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب نور اللہ مرقدہ کی وفات حسرت آیات کی دل دہلا دینے والی خبریں شروع کر رہے تھے تو ایسا محسوس ہوا جیسا کہ میں اپنے مددگار پرائیوٹ میں پیکر لگا رہی ہوں اور آسمان اپنی بلند یوں سے بیٹیوں کی جانب نزول کر رہا ہو۔ نظام کا نکتا تیز و زبر زور ہوا اور ہنگامہ خیز پورے آب و تاب کے ساتھ جلوہ افروز ہو رہا ہو۔ جس نے بھی سنا اپنی جگہ حیرت و ششدر رہ گیا۔ رفقا رزندگی غم ہی گئی۔ ماحول پر جمود و قفل کی فضا قائم ہو گئی۔ پوری دنیا سوگوار اور ریتزار ہو گئی۔ یقین کرنے سے زیادہ خود کو یقین دلا نا مشکل سا ہو گیا۔

ابھی ایک ماہ بھی تو نہیں گزرا کہ راتم الحروف موجودہ دور میں مکاتب و بیہ کی ضرورت اور عصری تعلیمی اداروں کے قیام نیز اردو زبان کی ترویج و حفاظت، جیسے اہم موضوع پر منصفہ ہونے والی کانفرنس میں شرکت کے لئے امارت شریعیہ کی دعوت پر صوبہ جھارکھنڈ کے دارالاسلامت راجھی حاضر ہوا تھا۔ کانفرنس کی قیادت و صدارت حضرت امیر شریعت فرما رہے تھے اور خوبصورت نظامت کے فرانسز نائب ناظم امارت شریعیہ حضرت مولانا مفتی سراج عالم ندوی صاحب انعام و در سے تھے جبکہ انتظام و انصرام کی باگ ڈور مفتی ذبیح اللہ صاحب قاسمی نے سنبھالی رکھی تھی۔ دودن کے اس پر کیف و حسین پروگرام میں حضرت امیر شریعت نور اللہ مرقدہ گھنٹوں کرس صدارت کی زینت بنے رہے اور اپنے طویل خطبہ صدارت و خطاب صدارت میں شرکاء کو بوجہ موجودہ حالات کے سنگین مسائل کی نشاندہی فرماتے رہے اور کامیابی کے ساتھ مسائل سے تیز و زما ہونے اور اسے حل کرنے کا گرتا رہے۔ کون نہیں جانتا کہ آپ کی خطابت جہاں ایک طرف سامعین کو، زندگی کو ہندگی کے سانچے میں ڈھالنے کا بہتر کھانا تھی وہیں دوسری طرف ان کے حوصلوں کو ہمبیز لگا دیا کرتی تھی۔ مردہ دلوں کو حیات جاودا عطا کرتی تھی اور گم گشت راہ کو منزل کا پتہ دیا کرتی تھی۔ آپ کی خطابت میں درد و سوز ہوا کرتا، ملت کے تئیں درد مندی اور گرمندی پھیلتی، ہندوستانی مسلمانوں کے ساتھ ہونے والے ظلم و ستم اور شریعت مطہرہ پر ہونے والے سٹل کا کرب آپ کے چہرے بشر سے ہو گیا ہوتا۔ راجھی کے راستے تک ایک اسکول میں منعقد ہونے والی کانفرنس میں پورے صوبے سے آئے ہوئے نمائندوں کے سامنے آپ نے اپنا درد و گہر کھول کر رکھا یا۔ انہیں مقصد حیات سمجھاتے ہوئے ان کی عظیم ترین ذمہ داریوں کی جانب انہیں بار بار متوجہ فرمایا۔ جن خطرات کو آپ کی دور میں اور دور رس کاٹنے میں دیکھ رہی تھیں اور آپ کا ذہن رسا مستقبل کے جن پہلے تجربے کی جانب آپ کو توجہ دلا رہا تھا اس پر آپ نے سیر حاصل کنگفورمائی۔ دور اور خطابت مجمع پر آپ کا وہی رعب طاری تھا اور آپ کی آواز اور لب و لہجہ میں بالکل وہی ٹھنک تھی۔ جو ہر ایک کے لئے شناسا تھی۔ انہیں سے نہیں لگ رہا تھا کہ آپ اپنا درد دل آنے والی سطوں میں منتقل کر کے ایسے سفر کی تیار کر رہے ہیں جس سے واپسی ممکن نہیں۔ آپ نسل نو کو طلوع صبح کی نوید بنا کر خود مائل بغرب ہو جا رہے ہیں۔ امت مسلمہ کو ان کا بھولا ہوا سبق یاد دلا کر خود قصہ پارینہ بن جا چکا ہے۔

آؤ! کس قدر جان لیوا یہ تصور کرنا بھی کہ ہمارے قائد و راہنما مسلمانان ہند کے سچا مسلمانوں کے ملی و سیاسی مسائل کو اپنی درد اندیشی اور بصیرت سے حل کرنے والے، ظلم و نا انصافی کے خلاف بلا خوف و خطر میدان عمل میں کود جانے والے اور ایوان باطل کو اپنی لکار سے زبر و زبر کرنے والے امت کے حسن و عفو اور حضرت امیر شریعت اب ہمارے درمیان نہیں رہے۔ کس قدر جان لیں اور کتنی سے دل کو یقین دلا نا کہ وہ درد و پیش جنہیں قدرت نے تیز و تند ہواؤں اور سخت ترین آندھیوں میں بھی شیخ اسلام کو روشن رکھنے کا سلیقہ اور طریقہ سکھایا تھا آؤ وہ امت مسلمہ کو روتا، بلکتا اور تپتا چھوڑ گیا۔ کتنا اور تکلیف دہ ہے یہ بیان لینا کہ وہ وقت قدر جس کے سامنے سکندری بھی گھٹنے لگنے دیا کرتی تھی۔ وہ وہو کن جس نے نہ جانے کتنے سنگ گراں کو اپنی فولادی ٹھوکروں سے زبر و زبر کر ڈالا۔ وہ مرد مومن کو جسکی لگا ہیں تقدیر پر بدل دیا کرتی تھیں۔ وہ طیبہ حاذقہ کی جس کی سالہا سال کی کاوشوں نے نہ جانے کتنے بیار کلوب کی سیجائی فرمائی، وہ ولی کامل جس کی ریاستوں اور مجاہدوں نے نہ جانے کتنے جگڑے ہوؤں اور راتوں سے برگشتہ، اوہام و خرافات میں مبتلا انسانوں کو چاہے مستقیم پر لاکھڑا کیا، وہ راہزہ بیت کا مسافر جس نے قوم و ملت کے سکھ اور چین کے لئے اپنی راتوں کی نیندیں اور دلوں کا سکون تاجہ ڈالا۔ جو امت کے حالات زار پر ماہ و بے آپ کی طرح تڑپتا رہا اور امت کو دوزخ کا ایجنٹ بننے سے بچانے کے لئے شب و روز زنجیں کرتا رہا۔ اللہ کا شہدائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فدائی، جس نے اپنے جان و تن کا سودا اپنے مالک حقیقی سے کر رکھا تھا۔ جو اسلام اور شعائر اسلام پر پہلی ہی آج بھی برداشت نہیں کر سکتا تھا اور قوائیم شریعت میں جزوی ترمیم بھی قبول کرنے کو تیار نہیں تھا۔ جسکی صداقت و دیانت اور امانت پر ایک امت قسم کھانے کو تیار رہتی تھی اور جس کی شجاعت و حقانیت پر آسمان کے فرشتے بھی داو حسیں پیش کیا کرتے تھے۔ آج امت مسلمہ نے اپنا حقیقی متاع کھو دیا اور پھر سے وہ خود کو تقسیم و بے سہارا سمجھنے لگی۔

حضرت امیر شریعت خاندانی نجابت و شرافت کے بھی اعلیٰ مدارج پر تھے اور فطرت نے آپ کو غضب کی ذہانت و وفائت اور صلاحیت عطا فرمائی تھی۔ یہ کہنا ہے جانے دو کہ آپ پر اپنے آباؤ اجداد کا رنگ بھریا رانداز میں نمایاں تھا کیونکہ آپ کے اندر جہاں ایک طرف اپنے جد اجداد، قطب عالم، بانی ندوۃ العلماء، حضرت مولانا محمد علی موگیلری رحمہ اللہ رحمۃ وسلاحتہ کی درویشی و معصیت لہبیت عیاشی تھی وہیں دوسری طرف آپ نے اپنے والد محترم، بانی مسلم پرسن لا بورڈ، امیر شریعت رابع حضرت مولانا سید شاد محمد نور اللہ مرقدہ کی مجاہدانہ و سرفروشان زندگی سے جہان بینی و جہانگیری کا درس حاصل کیا تھا۔ آپ کا چہرہ سنجیدی اور وقار کا پیکر، آپ کی گفتگو منانیت و سنجیدی سے آراستہ اور آپ کی فکر باغ نظر ہی اور سلامت شیخ کا آئینہ دار اور کوائم و دشمنان اسلام کی جانب سے جب بھی بھی شعائر اسلام پر آگشت نمائی کی مذموم کوشش کی گئی تو آپ نے پوری طاقت کے ساتھ باغیر گھرانے اور کسی کی پرواہ کئے اسلام کا صحیح پیش کیا اور اسلام پر کپچر اچھالنے والوں کو اندھا منک جنم جو بات دے۔ آپ اصول کے بہت ہی سخت تھے، لیکن دل کے اتنے ہی نرم تھے۔ درجال شامی کے جوہر سے پھر پورا شنا صلاحیت و قابلیت کے قدر دان۔ جو کوئی بھی آپ کے آغوش تربیت میں آیا پھر گیا۔ تپا اور کنون بن گیا۔ کھسا اور سونا بن گیا۔ مجلسوں میں ہوتے تو خود بھی باوقار رہتے اور سامعین کو بھی باوقار بننے کی عبادت

فرماتے۔ زندگی مرتب و منظم تھی اسلئے کام بھی مرتب و منظم ہوتا۔ غیر اصولی باتوں اور کاموں کو بالکل پسند نہیں فرماتے اور اس معاملے میں کسی کی رعایت نہیں کرتے۔ مگر پرکھیں آپ کا شیوہ تھا۔ ہر میدان میں قوم کی حوصلہ افزائی فرماتے۔ بزدلی کو ہت گردانے اور قوم کو نصرت و خودداری کا درس دیا کرتے۔ آپ کا خصوصی وصف تھا کہ آنے والے خطرات کو قبل از وقت جانپ لیتے اور امت مسلمہ کو ان خطرات سے چونکا اور ہوشیار رکھتے تھے۔ ماضی قریب میں پیش آنے والے جتنے بھی خطرات تھے خواہ کیساں سول کوڈ کے نفاذ کی مذموم کوشش ہو یا تین طلاق کے مسئلہ میں ترمیم کی مجرمانہ سازش، آئین آرٹی کا معاملہ ہو یا جدید قومی تعلیمی پالیسی کا نفاذ، ان خطرات کے پیش آنے سے قبل ہی امت مسلمہ کو خبردار فرمایا، اور جب ایسی صورت حال پیش آئی تو مسلم پرسن لا بورڈ کے پلیٹ فارم سے مردانہ اور متا بلہ فرمایا۔

آپ کی شخصیت ہمہ گیر اور بھاری بھرکم تھی۔ آپ نے ہر میدان میں اپنی صلاحیت کا لوہا منوایا تھا۔ کئی سال ایم ایل ہی رہ کر آپ نے ہندوستان کی سیاست کو بہت قریب سے جانچا اور پرکھا تھا۔ اسلئے آپ کو سیاست کے ہر نشیب و فراز کا علم تھا۔ اسلامی قوانین کے ساتھ ساتھ ملکی آئین پر بھی آپ کی گہری نگاہ تھی۔ دستور ہندی کا ایک شیخ کا مطالعہ تھا۔ کسی بھی شدت پسندی کی جانب سے اگر دستور ہندی کی جھجیاں اڑانی جانی تو علی الاطلاق اس کی مخالفت کرتے تھے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ماضی قریب میں انہیں ہمہ جہت چیلنج کرنا سامنا کرنا پڑا، اور اپنی ضعف و نقاہت اور پنے رہنے بیماری کے باوجود سخت سے اسفاظر مانے۔ حکومت ہند نے جب "جدید قومی تعلیمی پالیسی" کے نام پر نظام تعلیم کو بھگوارنگ دینے کی سازش کی اور اسلامی تعلیم کا نام و نشان مناد بنا دیا تو حضرت امیر شریعت کی رگ حسیت پھڑک اٹھی اور انہوں نے پورے نظام تعلیم کا اردو میں ترجمہ کر لیا اور پورے ملک کے مسلمانوں سے خود کشی و دینی مکاتب کے قیام اور عصری تعلیم کا ہوں کی بنیاد ڈالنے کی اپیل کی تاکہ کسلسل اسلامی کے دین و عقیدے کی حفاظت ہو سکے۔ اردو زبان کے ساتھ ہونے والے حکومت کے سوتیلے پن کو بھی انہوں نے سمجھدی سے لیا اور اردو زبان کی ترویج و حفاظت کے لئے کارواں تشکیل دے۔ ان تیوں عتاوین کو لے کر انہوں نے پورے صوبہ بہار اور جھارکھنڈ کا دورہ کیا، اور مسلمانوں کو جدید قومی تعلیمی پالیسی کے نقصانہ اثرات سے آگاہ کیا اور انہیں اپنے بچوں کے ایمان و عقیدے کی حفاظت کے لئے خود کشی و دینی مکاتب شروع کرنے کی ترغیب فرمائی۔

آپ کا دوسرا وصف خاص یہ تھا کہ آپ گفتار سے زیادہ کردار کے غازی تھے۔ آپ دوسرے راہنماؤں کی طرح صرف تصویر پیش نہیں کرتے تھے، بلکہ پرکھیں کر کے دکھاتے تھے۔ تاکہ لوگ اپنے اس خیال سے بہرنگل جائیں کہ یہ کام کیسے ہو سکتا ہے؟ کے تجربے کر ایسے نازک حالات میں جبکہ امت مسلمہ کو آپ کی شدید ترین ضرورت تھی۔ آپ اس طرح اچانک عالم غام سے راہ عدم و بقاء ہو جائیں گے۔ اور امت اپنے دینی ولی قائد سے اتنی جلد محروم ہو جائے گی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ جو چیز پر قادر ہے۔ اور اللہ کی ذات پر یقین ہے کہ وہ ضرور امارت شریعیہ اور مسلم پرسن لا بورڈ کے پلیٹ فارم سے مردانہ اور متا بلہ فرمایا۔

آپ کی شخصیت ہمہ گیر اور بھاری بھرکم تھی۔ آپ نے ہر میدان میں اپنی صلاحیت کا لوہا منوایا تھا۔ کئی سال ایم ایل ہی رہ کر آپ نے ہندوستان کی سیاست کو بہت قریب سے جانچا اور پرکھا تھا۔ اسلئے آپ کو سیاست کے ہر نشیب و فراز کا علم تھا۔ اسلامی قوانین کے ساتھ ساتھ ملکی آئین پر بھی آپ کی گہری نگاہ تھی۔ دستور ہندی کا ایک شیخ کا مطالعہ تھا۔ کسی بھی شدت پسندی کی جانب سے اگر دستور ہندی کی جھجیاں اڑانی جانی تو علی الاطلاق اس کی مخالفت کرتے تھے۔

راقم نے بارہا انہیں دیکھا اور قریب سے دیکھا۔ مدرس نظامیہ دارالقرآن دہلی کے سرپرست تھے۔ کئی بار موقع اجلاس بھی تشریف لے آ چکے تھے۔ ایک بار عاجز کی درخواست پر گزرتے ہوئے مدرس کے سامنے کی شاہراہ سے ہی مدرس کے لئے دعا فرمائی۔ دیکھنے والا انہیں دیکھتے ہی گواہی دینے پر مجبور ہو جاتا کہ اللہ کے ولی ہیں۔ اسم باہمی ہیں۔ راقم الحروف نے جب بھی انہیں قریب دور سے دیکھا ہمیشہ ذہن کے اسکرین پر اسی شعر نے دستک دی۔

دیکھ کر ان کو عقیدت کی کئی کھلی ہے ان کی شای میں بھی تقییب کی کو اہلی ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ماضی قریب میں انہیں ہمہ جہت چیلنج کرنا سامنا کرنا پڑا۔ اور اپنی ضعف و نقاہت اور پنے پے بیماری کے باوجود سخت سے اسفاظر مانے۔ حکومت ہند نے جب "جدید قومی تعلیمی پالیسی" کے نام پر نظام تعلیم کو بھگوارنگ دینے کی سازش کی اور اسلامی تعلیم کا نام و نشان مناد بنا دیا تو حضرت امیر شریعت کی رگ حسیت پھڑک اٹھی اور انہوں نے پورے نظام تعلیم کا اردو میں ترجمہ کر لیا اور پورے ملک کے مسلمانوں سے خود کشی و دینی مکاتب کے قیام اور عصری تعلیم کا ہوں کی بنیاد ڈالنے کی اپیل کی تاکہ کسلسل اسلامی کے دین و عقیدے کی حفاظت ہو سکے۔ اردو زبان کے ساتھ ہونے والے حکومت کے سوتیلے پن کو بھی انہوں نے سمجھدی سے لیا اور اردو زبان کی ترویج و حفاظت کے لئے کارواں تشکیل دے۔ ان تیوں عتاوین کو لے کر انہوں نے پورے صوبہ بہار اور جھارکھنڈ کا دورہ کیا۔ اور مسلمانوں کو جدید قومی تعلیمی پالیسی کے نقصانہ اثرات سے آگاہ کیا اور انہیں اپنے بچوں کے ایمان و عقیدے کی حفاظت کے لئے خود کشی و دینی مکاتب شروع کرنے کی ترغیب فرمائی۔ آپ کا دوسرا وصف خاص یہ تھا کہ آپ گفتار سے زیادہ کردار کے غازی تھے۔ آپ دوسرے راہنماؤں کی طرح صرف تصویر پیش نہیں کرتے تھے بلکہ پرکھیں کر کے دکھاتے تھے۔ تاکہ لوگ اپنے اس خیال سے بہرنگل جائیں کہ یہ کام کیسے ہو سکتا ہے؟ کے تجربے کر ایسے نازک حالات میں جبکہ امت مسلمہ کو آپ کی شدید ترین ضرورت تھی۔ آپ اس طرح اچانک عالم غام سے راہ عدم و بقاء ہو جائیں گے۔ اور امت اپنے دینی ولی قائد سے اتنی جلد محروم ہو جائے گی۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ جو چیز پر قادر ہے۔ اور اللہ کی ذات پر یقین ہے کہ وہ ضرور امارت شریعیہ اور مسلم پرسن لا بورڈ کو آپ کا ہم البدل عطا فرمائے گا۔ لیکن سچ تو یہ ہے کہ ایک وہ بزرگ کے علاوہ دور دور تک بظاہر کوئی شخصیت نظر نہیں آتی۔

اللہ حضرت امیر شریعت علیہ الرحمہ والرضوان کی بال بال مغفرت فرمائے اور ان کی بے لوث خدمت کا اپنے شایان شان اجر عطا فرمائے۔ ان کے اہل خانہ اور جمیع مسلمانان ہندی تسلی فرمائے اور دلوں بڑے اور دلوں کو ان کے شایان شان افرا عطا فرمائے۔ آمین

ضرورت برحق جاری ہے جس قدر صبح روشن کی اندھیر اور گہرا اور گہرا ہوتا جاتا ہے

محمد اسعد اللہ قاسمی

## اہم خبریں

### کورونا سے بچاؤ کی تدبیریں اپنائیں، سماجی خدمت گار

#### مساجد انتظامیہ کے لوگ ہر مرحلہ میں آکسیجن سلیڈز کا نظم کریں: محمد شبلی القاسمی

لوگوں کی سمیت دور کرنا، پریشانی کے وقت میں ان کے کام آنا اسلام کی اہم ہدایت ہے، اگر کوئی شخص حالت نماز میں ہے اور کسی شخص کو دیکھ رہا ہے کہ گرنماز توڑ کر مدد نہ کروں تو اس کی جان کو خطرہ پہنچ جائے گا، اس وقت اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ نماز سے، اس شخص کی جان کی حفاظت کرنا ہے، اب وہ نماز توڑ دے اور اس سے بڑی عبادت یہ کرے کہ سامنے والے کی جان بچائے، یہ باتیں امارت شریعہ کے قائم مقام ناظم جناب مولانا محمد شبلی القاسمی نے اپنے ایک بیان میں کہیں، انہوں نے کہا کہ اس وقت کورونا وائرس کا قہر تیزی سے پھیل رہا ہے، مچھلوں سے لے کر جمبو پٹریوں میں رہنے والے تک، امیر سے لے کر غریب تک، مرد، عورت، بوڑھے، بچے، پڑھے لکھے اور پڑھ سب کے سروں پر اس وائرس کا خوف چھا چکا ہے، حکومت بیمار نے اس مرض سے تحفظ کی غرض سے گائیڈ لائن جاری کیا ہے، جس میں مساجد سمیت دیگر عبادت گاہوں میں عام لوگوں کے داخلہ پر روک لگا دی ہے، یہ روک وقتی اور عارضی ہے، مرض کے خاتمے اور وائرس کے پھیلنے پر بندش لگانے کی غرض سے لوگوں کو اس کی پابندی کرنی چاہئے، نیز یہ وقت احتیاط اور تدابیر کے ساتھ لوگوں کی مدد کرنے اور ان کی قیمتی جانوں کی حفاظت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کا بھی ہے، کتنے لوگ اسباب کی کمی، بروقت علاج نہ ہونے اور آکسیجن کی کمی کی وجہ سے اپنی قیمتی جانیں گوارا ہے ہیں، اس وقت ایک اہم ضرورت یہ ہے کہ ہر مرحلہ میں کچھ لوگ اس کام کو لے کر فکرمند ہوں، خصوصاً مساجد کے ذمہ داروں کے پاس ماہر ڈاکٹرس کے نمبرات ہوں، جہاں جہاں حکومت نے اس مرض کے علاج کے مراکز منظور کئے ہیں انہیں ان کی معلومات ہوں، وہاں کے موبائل نمبرات ہر مرحلہ کے باشعور افراد کے پاس ہوں، ایمر جنسی حالات کے لئے آکسیجن سلیڈز ہر مرحلہ میں عوامی تعاون سے خریدے جائیں، بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ گھر سے ہاسپتال لے جاتے ہوئے راستے میں جانیں ختم ہو جاتی ہیں، اگر ہر مرحلہ میں وہاں کے ذمہ دار لوگ عبادت اور خدمت سمجھ کر خود آکسیجن سلیڈز کا ایمر جنسی حالات کے لئے انتظام کر لیں اور ایسے موقع پر پیاروں اور متاثرین کو منت میں فراہم کر دیں تو یہ اس وقت کی سب سے بڑی عبادت ہوگی، اگر کسی شخص کی توجہ سے ایک جان کی حفاظت ہوگی تو بہت بڑی بات ہے، اور دنیا آخرت میں اس کا بڑا اجر ملے گا، اس لئے میری گزارش ہے کہ اہل خیر اور مساجد کے ذمہ داران حضرات اس نیکی کے کام کی طرف فوری توجہ دیں اور ڈاکٹروں کے تعاون سے لوگوں کے کام آنے کی عبادت میں لگ جائیں، ماسک، سنہا نزر اور جسمانی فاصلہ کا اہتمام کریں، بھیڑ کی جگہوں سے بچیں، بلا ضرورت گھر سے باہر نہ نکلیں، جب باہر سے آئیں تو اچھی طرح ہاتھ کو صابن سے دھولیں، چھوڑی سردی، کھانسی، بخار اور کورونا کی علامت ملنے پر حرکت میں آجائیں اور اس کا علاج شروع کر دیں، رمضان المبارک کا مہینہ دعاؤں کی قبولیت کا ہے، لوگوں کی جانوں کی حفاظت اور اس واپسے حفاظت کے لئے رب کا نجات سے خصوصی دعا کریں۔

#### جناب مشتاق احمد صاحب کو دعاؤں میں یاد رکھیں: محمد شبلی القاسمی

حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ کے وصال کے بعد قدیم کارکن جناب عبدالمنان صاحب کا دوسرے ہی دن انتقال ہو گیا، اور اب یہ تیسرا حادثہ ہم خدام امارت شریعہ کے لئے نہایت ہی افسوسناک ہے کہ جناب مشتاق احمد صاحب صاحب بھی اللہ کو پیارے ہو گئے، موصوف تقریباً پانچ سالوں سے بیت المال امارت شریعہ میں خدمت انجام دے رہے تھے، نہایت نیک، شریف انش اور ملندہ تھے، بیت المال امارت شریعہ میں مالی لین دین سے متعلق کام ان کے ذمہ تھا، جملہ احباب ان تمام مرحومین لئے دعا و مغفرت فرمائیں، ساتھ ہی امارت شریعہ سے وابستہ تمام افراد کی صحت و سلامتی اور درازی عمر کی دعا کریں، امت مسلمہ اور تمام انسانوں کیلئے بھی دعا فرمائیں، اس وقت کورونا کا وائرس تیزی سے پھیل رہا ہے، اس لئے اپنے کاموں میں رہتے ہوئے احتیاطی تدابیر ضرور اپنائیں، ڈاکٹروں کی ہدایات اور کوشش گائیڈ لائن کا خیال رکھیں، رمضان المبارک کا ہر مرحلہ بالخصوص اوقات افطار و سحر دعا کی قبولیت کے اہم مواقع ہیں، ان اوقات میں دعاؤں کا اہتمام فرمائیں۔

#### جناب حسن احمد قادری صاحب کے انتقال سے ملت کا بڑا نقصان

جمعیہ علماء ہمارے کے جنرل سکرٹری جناب حسن احمد قادری صاحب کا آج ۲۲ اپریل کو مختصر علالت کے بعد چند ہی دوران علاج ان کا انتقال ہو گیا، ان اللہ وانا الیہ راجعون۔ وہ تقریباً ۸۳ سال کے تھے، اپنے پیچھے انہوں نے اہلیہ سمیت ایک لڑکا اور ایک لڑکی کو چھوڑا ہے۔ جناب حسن احمد قادری صاحب کے انتقال پر حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب سجادہ نشین خانقاہ رحمانی موئگیہ نے گہرے رنج و غم کا اظہار فرمایا ہے اور ان کے اہل خانہ کے لئے صبر و سکون کی دعا کی ہے، انہوں نے فرمایا کہ وہ ملت کے بڑے مخلص خادم اور ادارے کے بڑے ذمہ دار تھے، اپنی قابلیت اور صلاحیت سے انہوں نے ملت کو بڑا فائدہ پہنچایا، ان کے انتقال سے ہمارا ایک مخلص سماجی خادم سے محروم ہو گیا، حضرت سجادہ نشین نے فرمایا کہ جناب حسن احمد قادری صاحب امارت شریعہ اور خانقاہ رحمانی کے کاموں اور تحریکوں میں بڑی دلچسپی سے حصہ لیتے تھے، اور یہاں کے اکابرین سے ان کے اچھے مراسم تھے، حضرت امیر شریعت مولانا منت اللہ صاحب رحمانی اور مفکر اسلام امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی صاحب رحمانی سے ان کا پورا خاندان مخلصانہ تعلق رکھتا ہے، ناموس مدارس اسلامیہ کونینش کے موقع پر جب انہیں دعوت دی گئی تو وہ خانقاہ رحمانی تشریف لائے اور مدارس کی متحدہ

آواز کا حصہ بنے تھے، وہ اکثر امارت شریعہ حاضر ہوتے اور وہاں کے پروگراموں کو کامیاب بناتے، اللہ تعالیٰ ان کو جو رحمت میں رکھے، ان کے اگلے تمام مرحلوں کو آسان کرے اور گھر کے تمام لوگوں کو صبر و سکون عطا فرمائے (آمین) جامعہ رحمانی خانقاہ موئگیہ میں انکی مغفرت اور بلند درجات کیلئے دعائیں کی گئیں، جس میں جامعہ رحمانی اور خانقاہ رحمانی میں موجود حضرات شریک رہے۔

#### غازی عارفی مرحوم خانقاہ کے عقیدت مند اور بے انتہا مخلص تھے

محترم غازی عارفی دیکھو ان شعلہ کھلو یا کدہ شدہ دونوں رحلت کر گئے، ان اللہ وانا الیہ راجعون۔ جنازہ کی نماز جامعہ رحمانی کے شیخ الحدیث مولانا مفتی انظر مظاہری صاحب نے پڑھائی۔ ان کی نماز جنازہ میں خانقاہ رحمانی کے توتولین و معتقین کی بڑی تعداد تھی، سجادہ نشین محترم مولانا احمد ولی فیصل رحمانی نے ان کے اہل خانہ کے تئیں اظہار تعزیت کرتے ہوئے فرمایا کہ غازی عارفی مرحوم، خانقاہ رحمانی کے تئیں بے انتہا مخلص تھے۔ یہاں سے ان کا تعلق تین نسلوں کا رہا ہے۔ ان کے والد اور دادا الیہ عرس سے خانقاہ رحمانی سے منسلک رہے، ان کی ان کے بھائیوں اور بھتیجوں کی بھی ابتدائی تعلیم یہیں ہوئی۔ وہ اپنی علوم سے انہیں کافی محبت تھی چنانچہ ان کے بیٹے اور بھتیجے جامعہ رحمانی سے حافظ قرآن ہوئے۔ وہ خانقاہ اور یہاں کے بزرگوں سے بے پناہ عقیدت رکھتے تھے، اپنے علاقے میں خانقاہ رحمانی کی تحریکات اور حضرت کے برہنہ کوزمین پر اتارنے میں غازی عارفی مرحوم کا اہم کردار رہا، وہ جی جان سے حضرت کے برہنہ کوزمین بنانے کی فریادیں کر تے، اللہ تعالیٰ ان کی اغوشوں کو معاف فرمائے، بلند درجات سے نوازے اور اہل خات کلمہ پڑھیں۔

#### مفتی اعجاز ارشد قاسمی امیر شریعت کے کاموں میں شانہ بشانہ رہے: احمد ولی فیصل رحمانی

خانقاہ رحمانی موئگیہ کے سجادہ نشین حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی دامت برکاتہم نے معروف عالم دین مفتی اعجاز ارشد قاسمی کے انتقال پر اپنی بیانی افسوس کا اظہار کیا ہے۔ مولانا احمد ولی فیصل رحمانی نے تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ مفتی اعجاز ارشد قاسمی امیر شریعت مولانا احمد ولی رحمانی علیہ الرحمہ کے کاموں میں شانہ بشانہ رہے۔ وہ نوجوان اور متحرک اور باصلاحیت عالم دین تھے۔ وہ ساری تحریکات میں ساتھ رہے، امیر شریعت کی ہدایت پر عمل کرتے رہے۔ جسٹس کا نجو معاملے مفتی اعجاز ارشد قاسمی نے امیر شریعت کے ساتھ مل کر اس معاملے کو حل کیا۔ وہ حضرت سے بے پناہ محبت رکھتے تھے اور والد بزرگوار بھی ان کو عزیز رکھتے تھے۔ خانقاہ رحمانی سے ان کا عقیدت مندانہ تعلق تھا۔ ان کی وفات ہم سب کے لیے خسارہ ہے۔ ان کی وفات کی خبر سن کر بے انتہا افسوس ہوا۔ وہ حضرت کی علالت میں عیادت کے لیے چند گئے اور انتقال پر موئگیہ بھی جنازہ میں حاضر ہوئے۔ ان کے انتقال پر خانقاہ رحمانی میں دعاؤں کا اہتمام کیا گیا۔

#### سلطان اختر جدید اردو غزل کے نمائندہ شاعر تھے: مفتی محمد ثناء الہدی قاسمی

سلسلہ میرے سفر کا بھی ٹوٹا ہی نہیں کہنے والے جدید لب و لہجہ کے نمائندہ شاعر جناب سلطان اختر کا دنیا کا حیاتاتی سزاخ مورخہ ۲۰ اپریل کو پنج بچے اختتام کو پہنچ گیا۔ یہ اپنی افسوسناک خبر ہے۔ انکی جدائی کا غم ادبی دنیا میں دو تکر محسوس کیا جائے گا اور دیر تک رہے گا۔ ۱۶ ستمبر ۱۹۳۰ کو بہرام میں پیدا ہونے والے اس عظیم شاعر کی جدید شعری کی گونج پوری اردو دنیا میں محسوس کی گئی۔ یوں انہوں نے ہر صنف سخن میں طبع آزمائی کی لیکن انکی بیچان اور شناخت غزل کے حوالے سے تھی ان خیالات کا اظہار مجلس اردو صحافت کے صدر، اردو کارواں کے نائب صدر اور وقت روزہ قیب کے مدیر مفتی محمد ثناء الہدی قاسمی نائب ناظم امارت شریعہ نے اپنے تعزیتی بیان میں کیا۔ انہوں نے کہا کہ جناب سلطان اختر کا چھڑ جانا بڑا ادبی سانحہ ہے اللہ تعالیٰ انکی مغفرت فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

#### ڈاکٹر ممتاز احمد خان اردو تحریک کے عظیم قائد تھے: مفتی محمد ثناء الہدی قاسمی

ڈاکٹر ممتاز احمد خان صاحب سابق ایسوی اینٹ پروفیسر بہار یونیورسٹی مظفر پور ساکن باغ ملی حاجی پور ویشالی ایٹھ استاذ، مہترین نقاد اور اردو تحریک کے عظیم قائد تھے، انہوں نے انجمن ترقی اردو کے پلیٹ فارم سے اردو کی ترویج و اشاعت اور ترقی کے لیے بہت کام کیا، انہوں نے اردو دوستوں کی ایک مضبوط تنظیم تیار کی۔ جس میں انوار الحسن و سطوی جیسے اردو کے بہت مشفق ادیب اور ڈاکٹر مشتاق احمد مشتاق، ڈاکٹر عارف حسن و سطوی، ڈاکٹر محمد صبا الہدی، ڈاکٹر عبداللطیف جیسے انکے شاگرد تھے جو انکے دست و بازو بن کر کام کرتے تھے۔ ڈاکٹر صاحب کی نیم میں سید مصباح الدین احمد، نذر اسلام ظفری، ظہیر الدین نوری، نسیم احمد ایڈووکیٹ تھے جو انکے مشورے اور ہدایت کے مطابق کاموں کو آگے بڑھاتے تھے اللہ رب العزت ان سب کو صبر اور توفیق دے کہ وہ ان کے چھوڑے ہوئے کاموں کو آگے بڑھاتے رہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنا تحریکی اثنا بھی بہت چھوڑا ہے وہ بڑے نقاد اور قابلیات کے ماہر تھے۔ انکی آخری کتاب قد ملیس حال ہی میں طبع ہو کر آئی تھی جو انکی آخری کتاب ثابت ہوئی۔ انہوں نے اپنی گمرانی میں میرے اوپر چاہی پور میں سمینار کروایا، ڈاکٹر راحت حسین کی کتاب ثناء الہدی قاسمی کی ادبی خدمات کی تقریب اجراء کی صدارت فرمائی۔ میری ادبی تحریروں میں انکی حوصلہ افزائی اور تحریک کے نتیجے میں وجود پڑے ہوئے۔ وہ اپنے شاگردوں سے بے پناہ محبت کرتے تھے۔ ان کے انتقال کی خبر پر میں نے ان کے شاگردوں کو ڈائریز مار کر روئے ہوئے دیکھا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ڈاکٹر صاحب کی مغفرت فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین

## ملک کے موجودہ حالات اور ہماری ذمہ داریاں

محمد نضر الدین

گئے۔ پہاڑوں کی چھاتیوں کو روند ڈالا۔ بجلیاں ٹکڑکیں تو ان پر مسکرا دیے۔ بادل گرے تو تھپتھپ سے جواب دیا۔ صرصر اٹھی تو زرخ پھیر دیا۔ آندھیاں آئیں تو ان سے کہہ دیا کہ تمہارا راستہ یہ نہیں۔ یہ ایمان کی بات ہے کہ شہنشاہوں کے گریبانوں سے کھینچنے والے آج جو اپنے ہی گریبانوں سے کھینچنے لگے۔۔۔۔۔ اور خدا سے اس طرح غافل ہو گئے کہ جیسے اس پر بھی ایمان ہی نہیں تھا، میرے پاس تمہارے لئے کوئی نیا نسخہ نہیں ہے، وہی پرانا چودہ برس پہلے کا نسخہ ہے۔ وہ نسخہ جس کو کائنات انسانی کا سب سے بڑا دشمن لایا تھا، اور وہ نسخہ ہے قرآن کا یہ اعلان "ہمت نہ بارو اور نہ غم کرو، اگر تم مومن ہو تو تم ہی غالب ہو گے۔ مجھے جو کہنا تھا کہہ دیا پھر کہتا ہوں اور بار بار کہتا ہوں، اپنے حواس پر قابو رکھو، اپنی گرد و پیش اور اپنی زندگی خود فراموش کرو، یہ منڈی کی چیز نہیں کہ تمہیں خرید کر لا دوں، یہ تو دل کی دوکان ہی میں سے اعمال صالحہ کی نقدی سیدنتاب ہو سکتی ہے۔

ملک کے بہتر حالات اس بات کے متقاضی ہیں کہ بلا لحاظ، مذہب، مسلک، فرقہ تمام دردمند، انصاف پسند، مخلص مل جینیس اور سارے ملک میں گھوم پھر کر عوام کو بتلائیں کہ "سب کا کاس" اور "سب کا دوش" کھل دفریب نعروں کے علاوہ کچھ نہیں؛ بلکہ بدعتی اور دروغ گوئی کی بدترین مثال ہیں۔ ملک کی بدحالی اور انتشار سے عوام کو آگاہ کرنے کی سخت ضرورت ہے، وہ یہ کہ اپوزیشن کو اس بات پر آمادہ کیا جائے کہ وہ اس انتشار پسند حکومت کے خلاف ایک آواز کھڑے ہوں، متحدہ جدوجہد کریں، اور ملک کو بدنامی، انتشار اور انارکائی کی طرف جانے سے بچائیں۔ یہ بات واضح طور پر سمجھنے کی ضرورت ہے کہ اہل اقتدار کو اکثریت حاصل ہے، وہ وہوں کی تقسیم کا نتیجہ ہے، اور انتہائی جاہلانیوں کی کامیابی کی وجہ سے ہے، حقیقت میں عوام کی بہت بڑی اکثریت موجودہ حکومت کی ناکامیوں، اور فلاح و بہبود کے محاذ پر عدم کام کر رہی ہے، نالاں ہے؛ اگر اپوزیشن متحدہ طور پر بنیادی مسائل کو لیکر عوام درمیان پہنچے گی تو وہ عوامی اعتماد انہیں حاصل ہو سکتا ہے، تیسری چیز جس کی طرف خصوصی توجہ کی ضرورت ہے وہ یہ کہ اکثریتی طبقہ سے بلا تفریق اور بلا شرط روابط استوار کئے جائیں اور تنگ نظری اور نفرت کی سیاست کی حقیقت سے آگاہ کیا جائے، اور ملک کی سلامتی، اتحاد اور ترقی کے لیے عوامی تحریک کا حصہ بننے کے لیے آمادہ کیا جائے، چوتھی چیز جس کی طرف ہم سب توجہ دینے کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ نئی نسل کا دین و عقیدہ سے تعلق مضبوط کیا جائے، ان کے ذہن و فکر میں اسلام کی آبیاری کی جائے اور شریعت کے تین عظمت و احترام پیدا کیا جائے، تاکہ وہ حالات کی ابتری کی بنا پر خوف و وحشت میں مبتلا ہو کر دین خلیف سے رشتہ کزور نہ کر لیں، ورنہ باطل کا جو مقصد ملت میں سے دینی پیچیدگیوں سے، وہ ملت پر اثر انداز ہو سکتا ہے۔ نئی نسل کے دین و ایمان کی حفاظت اور نیا قدیم کی ذمہ داری بلاشبہ ہم سب کی ہے، جنہیں اس سے خاص توجہ دینی چاہیے، امید کے ملت کے دانشور بھی خواہ اور مخلص احباب مذکورہ تجاویز پر عمل درآمد اور ملک کو ایک نئی روشنی سے ہمکنار کریں گے۔

زندگی حق کی حمایت کے لیے وقف کرو  
گوبھاتی ہے بہت شوخی باطل یارو

### بقیہ رمضان میں صحت کا خیال کیسے رکھیں

اور جب خون تیزی کے ساتھ دل و دماغ تک نہیں پہنچے گا تو ان دونوں کی رفتار کا بھی ست پرستی ہے، جس سے جسم کے اندر کالی پیدا ہوگی، کوئی کام کرنے کے لیے دل آمادہ نہیں ہوگا، خاص طور پر نماز جیسی مشقت کے لیے ہم تیار ہی نہیں ہوگا، اسی لیے افطار کے بعد سونے سے بھی منع کیا جاتا ہے کہ کیوں کہ پختہ نیند بجائے مفید ہونے کے مترسوی، طبیعت پوچھل ہو جائے گی، عشاء اور تراویح کی نماز کے لیے افسانہ مشکل ہو جائے گا، کم کھانا اس لیے بھی ضروری ہے کہ اس سے نیند نہیں آتی، زیادہ کھانے سے نیند آتی ہے۔

(۵) حرمی ضرورت کھانی چاہئے:- سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: "حرمی کیا کرو، اس لیے کہ حرمی میں برکت ہوتی ہے۔" (بخاری و مسلم) اس میں شک نہیں کہ اگر حرمی میں کچھ کھایا جائے یا پی لیا جائے تو دن بھر سر میں درد ہونے لگتا ہے، پیاس شدت سے لگتی ہے، ایسے میں کوئی کام نہیں ہوتا، روزہ پورا کرنا مشکل ہو جاتا ہے، حرمی بالکل آخری وقت میں کرنے کا جو حکم دیا گیا ہے اس میں بھی صحت کے لیے زیادہ در پیٹ خالی نہ رہے، حدیث شریف میں ہے: "رات (کے آخری پہر) حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے یہ اعلان کیا کرتے تھے کہ جب تک ابن ام کلثوم اذان تک نہیں اس وقت تک کھاؤ پیو۔" (بخاری و مسلم)

(۶) سواک کی پابندی:- بخاری شریف میں حضرت عامر بن ربیع رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے روزے کی حالت میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنی بار سواک کرتے ہوئے دیکھا کہ میں تعداد نہیں کر سکتا "صحیح البخاری" گویا آپ روزے میں بہ کثرت سواک فرمایا کرتے تھے، دناتوں کی سلامتی کے لیے سواک بہت ضروری ہے، موجودہ سائنس بھی سواک کی اہمیت تسلیم کرتی ہے، کہتے ہیں کہ سواک میں کئی کیبیادی مادی ایسے ہیں جو دناتوں کو مفید چمکدار رکھتے ہیں، سوزھوں کو مضبوط کرتے ہیں، جراثیم کا خاتمہ کرتے ہیں اور منہ کی بدبودار کرنے میں موثر ثابت ہوتے ہیں۔

(۷) نماز تراویح کا اہتمام کیجئے:- نماز عبادت بھی ہے اور جسم کی بہترین ورزش بھی، اور ورزش بھی ایسی جو نہایت معتدل اور منظم ہے، اور انسان کے تمام اعضا کو محیط ہے، خاص طور پر رگوں و تھوک کی حرکات تو اس ورزش کا اہم حصہ ہیں، ان حرکات سے معدے سے اور آنتوں پر دباؤ ہوتا ہے، اور وہ بھی حرکت میں آکر چست ہو جاتی ہیں، اس طرح ہضم کی کاروائی تیزی کے ساتھ ہونے لگتی ہے، نماز کے بعد روزہ دار بدھشی اور نظام ہضم میں ست روئی کی مشکلات سے بے پروا ہو کر آرام کی نیند لے سکتا ہے، سارے دن بھوکا رہنے والا انسان جب افطار کے وقت دسترخوان پر طرح طرح کے کھانے دیکھتا ہے تو وہ اپنے نفس پر قابو نہیں رکھتا، اور عواموں کے مقابلے میں کچھ زیادہ ہی کھا لیتا ہے، یہ اللہ کا بڑا انعام ہے کہ اس نے ہمارے لیے تراویح کی نماز ضروری قرار دی، جو بے اعتدالی کھانے میں سرزد ہوتی ہے، و تراویح کی نماز سے اعتدال پر آ جاتی ہے، اس میں شک نہیں کہ اگر کھانے پینے میں نبوی ہدایات ملحوظ رکھی جائیں تو ہم ایک صحت مندر روزہ دار کی حیثیت سے اس مقدس مہینے کی تکمیل کر سکتے ہیں۔

آزاد ہندوستان کا یہ قطعی مطلب نہیں ہے کہ ملک میں کسی مخصوص تہذیب، کلچر اور زبان کو مسلط کیا جائے، اور بالواسطہ کسی مخصوص مذہب کو فروغ دیا جائے، مذہبی آزادی کا یہ مقصد تھا کہ دیگر قوموں اور طبقوں کی تہذیب و کلچر کو ختم کر دیا جائے، دیگر مذہب کے ماننے والوں کی مذہبی آزادی کو ختم کر دیا جائے، لوگوں سے کھانے، پینے کی آزادی سلب کر لی جائے، دستور ہندی کی عظمت کو تار تار کیا جائے اور اختلافاً فات رائے رکھنے والوں کو "دیش وروی" قرار دیا جائے؛ لیکن افسوس کہ اقتدار کے نشہ میں دھت برسر اقتدار گرد و غرو و کبر سے سرشار یہی سب کچھ کرنے لگا ہے۔

آخر یہ گروہ اس حقیقت سے کیوں منہ چر چر رہا ہے کہ ملک کی عوام نے انہیں اقتدار سونپا ہے جنہیں اس لیے کہ حکومت عوامی فلاح و بہبود کے لیے کام کرے، باشندوں کے لیے تعلیم و صحت کی سہولتوں میں اضافہ کرے، بیروزگاری کو دور کرے، اشیائے ضروریہ کی آسانی سے چھوٹی قیمتوں پر کنٹرول کرے، ملک کے ہر گوشے اور قصبے تک پانی اور بجلی کی فراہمی کو یقینی بنائے۔ گاؤں سے شہر کے ذرائع نقل و حمل کو بہتر بنائے، ملک میں بڑھتے ہوئے جرائم پر قابو پائے، پچھ در پچھ کو ختم کرے، زراعت کے شعبہ میں بہتری لائے، تجارت کو آگے بڑھائے، مزدور اور فریبوں پر بورے ظلم کو ختم کرے، اور فخر ملک میں امن و امان اور خوشحالی کو فروغ دے۔

موجودہ حکومت کے کارناموں پر نظر ڈالیں تو یہ چلنے کا اس حکومت سے ان بنیادی امور کو بیکسر نظر انداز کر دیا، اور ملک کو بدنامی پہنچانی اور انارکائی میں مبتلا کر دیا۔ اس حکومت کی اس سے بڑھ کر نا عاقبت اندیشی اور کیا ہو سکتی ہے اس حکومت نے ملک کی دوسری بڑی اکثریت کے عقیدے، تہذیب اور کلچر کے خلاف محاذ کھول دیا ہے، اتنا ہی نہیں مختلف نعروں کی آڑ میں سارے ملک میں خوف و ہراس کو بڑھا دیا ہے، علاوہ ازیں ملک کی ایک ریاست اور وہاں کے عوام کو بے گھنے تاریکی میں مبتلا کر دیا ہے۔

یہ بات غور طلب ہے کہ برسر اقتدار گرد و اور اس کے پیشتر اپنے من مانی فیصلوں سے ہندوستان کو متحدہ، مضبوط اور طاقتور بنا چاہتے ہیں یا پھر ہندو راشٹر کے جوش میں ملک کو بدنامی، انتشار اور تنگی میں مبتلا کر دینا چاہتے ہیں، گلہ نشین آزادی کے موقع پر ملک کے عوام بجا طور پر اس بات کی منتظر تھی کہ وزیر اعظم الال قادی سے عوامی فلاح و بہبود کا اعلان کریں گے؛ لیکن وزیر اعظم تھانے فیصلوں کو ختم کر دینا چاہتے ہیں، بلکہ انہیں بس ۵۶ رائج کر سکے، لگتا ہے ملک کے وزیر اعظم کو ملک کے دیگر گروہوں کی حالت سے کچھ لینا دینا نہیں ہے؛ بلکہ انہیں بس ۵۶ رائج کے سینے کو بڑھانے کی فکر ہے۔ ملک معاشی طور پر یو ایہ ہونے کو ہے، کئی قومی ٹیجی کھپائیاں بند ہو چکی ہیں، اور کچھ بند ہونے کے قریب ہے، لاکھوں ملازمین بے روزگار ہوتے جا رہے ہیں، آٹوموبائل انڈسٹری بدحالی کا شکار ہے، آئی ٹی سیکٹر اپنی چمک چمک کو چھوڑ چکا ہے، ریاستیں بیرونی قرضے کے بوجھ تلے دبی جا رہی ہیں، عوام پر آنے دن نئے نئے ٹیکسوں کا بوجھ ڈالا جا رہا ہے، ہول بیل اور ریشٹیل تجارت پر بیرونی سرمایہ کاری پر دھتسی جا رہی ہے، چھوٹے اور متوسط کاروبار جین خستہ حالی کا شکار ہیں، سرخ پرکپشن اور بدعنوانیوں کا جواب نہیں جس کی وجہ سے نئے معاشی جرائم و جرمیں آتے جا رہے ہیں۔

تعلیمی نظام سے سستی کا شکار ہے، تعلیمی اداروں میں اضافہ اور نئے کورسز کا آغاز ہوا ہے؛ لیکن مظلوم باقیات و صلاحیت کی کمی کی وجہ سے ڈگریاں بے روزگاری میں اضافہ کا موجب بن گئی ہیں، انصاف کے مراکز، پولس اور عدلیہ بھی اپنی بہت کھوتے جا رہے ہیں، عملہ کی کمی اور کام کے بڑھتے ہوئے انہیں پوچھل بنا دیا، فاریشوں اور بیرونیوں نے عدل و انصاف کو ٹھکڑا بنا دیا، رشوت خوری اور کرپشن نے مظلوم کو بے سہارا اور ظالم کو جری بنا دیا، کیا یہی ہندو راشٹر ہے، کیا ایسے راشٹر کے لیے موجود حکمران اتا تو لے بنے ہوئے ہیں اور ایسے میں راشٹر کے لیے وہ سرگرم ہیں۔

ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ اہل اقتدار ان اصولوں پر توجہ دیتے اور صاف و شفاف حکمرانی کے ذریعہ عوامی مسائل کو حل کرنے اور فلاح و ترقی کے کام انجام دیتے؛ لیکن اقتدار کے نشہ نے انہیں امریت اور فسطائیت کی راہ پر ڈال دیا اور پارلیمنٹ میں حاصل اکثریت نے ان کی سوچ کو ہٹلری راہ پر گامزن کر دیا ممتاز دانشور اور معروف خاتون اردن دھتی رائے لکھتی ہیں "موجودہ ہندوستان اور دوسری جگہ تنظیم سے پہلے کے جرمنی کے درمیان مشابہت نے تکلیف دی ہے، لیکن حیرت انگیز قطعاً نہیں ہوں؛ کیونکہ آرائس ایس کے بانی تھیٹریوں میں نازی نازی مظالم اور اس کے طور پر طریقے کے سن گاتے رہتے ہیں، دونوں میں ایک فرق یہ ہے کہ یہاں ایک مظلم نہیں بلکہ پورا سنگھ پر یوار ہے، جس میں بی بی، بی، آرائس ایس، بی، آرائس ایس اور بجز تک دل شامل ہیں۔ برسر اقتدار گرد و نے ہٹلری راہ پر چلنے ہوئے عوام کو خوف و ہراس میں مبتلا کر دیا ہے، انہما رائے کی آزادی بے فیض ہو چکی ہے۔"

جمہوریت کا جو تھا ستون صحافت حق و صداقت سے متھوڑ چکا ہے، اختلاف رائے رکھنے والے تمام سیاسی و سماجی قائدین اور کارکنوں کو مختلف مقدمات اور الزامات میں الجھا دیا گیا ہے، لگتا ہے کہ مہاتما گاندھی اور ان کے رفقاء کا رہنے جس آزاد ہندوستان کا خواب دیکھا تھا وہ چٹنا چور ہو چکا ہے اور ہندو تو کاجن یوٹل سے باہر آچکا ہے، اور وہ ہر خاص و عام کو اپنا شکار بنا جاتا جا رہا ہے۔ حکومت کے خلاف رائے زنی بلاکٹ اور بربادی کا جین نیمہ بن چکی ہے، مفادات کی حفاظت اور بدعنوانیوں کی پردہ پوشی کے لیے بے شمیر افراد خاموش ہو چکے ہیں، اور کچھ نامی گرامی قائدین اور سیاست دان اپنی مفاد پرستی اور ابن الوقتی پر بالواسطہ ان کی مدد کرنے میں لگے ہیں، ان حالات میں مولانا ابوالکلام آزادی کی رہنمائی ملت اسلامیہ کے لیے مفید تر ثابت ہو سکتی ہے "میں کہتا ہوں کہ جو باطلے نقش و نگار تمہیں اس ہندوستان میں ماسی کی یادگار کے طور پر نظر آ رہے ہیں وہ تمہارا ہی قافلہ تھا، انہیں بھلاؤ نہیں، انہیں چھوڑو نہیں، ان کے وارث بن کر نہ ہو، آؤ عہد کرو کہ یہ ملک ہمارا ہے اور ہم اس کے لیے ہیں اور اس کی تقدیر کے بنیادی فیصلے ہماری آواز کے بغیر اور ہر سے ہی رہیں گے۔ آج زتلوں سے ڈرتے ہو؟ تم کسی خود ایک زلزلہ تھے۔ آج اندھیرے سے کھپتے ہو؟ کیا یاد نہیں رہا کہ تمہارا وجود خود ایک آجالا تھا؟ یہ بادلوں نے میلا پانی پڑھایا ہے تم نے جھگ جانے کے خدشے سے اپنے پاس کھینچ چڑھائے ہیں۔ وہ تمہارے ہی اسلاف تھے جو سمندروں میں آؤ

## رمضان میں اچھی صحت کیلئے بہترین پھل

### فیصل ظفر

پریشہ کے مرض کا امکان ہوتا ہے جبکہ پھل کو لیسٹروں کی سطح کم کرنے کے ساتھ ساتھ آنتوں کے کینسر سے بھی محفوظ دیتا ہے۔ اور ہاں یہ دانتوں کی صحت کے لیے بھی بہترین پھل ہے جبکہ جسمانی وزن بھی کم کرتا ہے۔ اس کے پھلے میں بھی بنا پیراویوں کے خلاف لڑنے والے اجزاء ہوتے ہیں جو امراض قلب کا خطرہ کم کرتے ہیں۔

**انار:** انار کا جوس ہفتے میں 2 سے 3 مرچہ استعمال کرنا پونہا شیم کے حصول کا بہترین ذریعہ ثابت ہوتا ہے جو جسمانی توانائی کو مستحکم رکھنے اور ہائی بلڈ پریشر کو کنٹرول کرتا ہے۔ مختلف تحقیقی رپورٹس کے مطابق روزانہ ایک چوتھائی کپ انار کا جوس پینے سے خون کی شریانوں کی صحت بہتر ہوتی ہے، کو لیسٹروں کی سطح کم اور دیگر جسمانی افعال میں بہتری آتی ہے۔ تاہم اس جوس کا روزانہ استعمال عادت بنالینے سے پہلے ڈاکٹر سے ضرور مشورہ لے لیں کیونکہ کئی بار یہ ادویات کے ساتھ استعمال کرنے پر سبب اثرات کا باعث بھی بن سکتا ہے۔

**کیلی:** کیلی پونہا شیم اور فائبر سے بھر پور پھل ہے جو جسمانی توانائی کو دیر تک برقرار رکھتے ہیں اور آپ کو جسمانی طور پر پورا دن چوکنا رکھتے ہیں۔ اس میں چربی یا ٹمک شامل نہیں، اس لیے یہ جسمانی وزن میں اضافے یا کسی اور مرض کا خطرہ بھی نہیں بڑھاتا۔

**بلیو بیری:** یا بیٹی آکسی اینڈینس اور وٹامن سی سے بھر پور ہوتا ہے جو مختلف امراض سے محفوظ دینے کے ساتھ ساتھ دماغی طاقت کو بھی بڑھاتے ہیں۔ ایک تحقیق کے مطابق جو لوگ اکثر اس پھل کو استعمال کرتے ہیں ان میں مغز بڑھنے کے ساتھ آکسیجنوں کی کمزوری کے مسائل پیدا ہونے کا امکان بھی کم ہوتا ہے جو بڑھاپے میں بیٹائی کے مختلف امراض کا باعث بنتا ہے۔

بڑھانے کے ساتھ پھلوں کی صحت بھی بہتر بناتی ہے۔ آڑو کی جلد اپنی آکسی اینڈینس اور فائبر سے بھر پور ہوتی ہے اور وہ لوگ جو اپنے بڑھتے وزن سے پریشان ہیں ان کے لیے آڑو کی بھی غذا میں محتاس بڑھانے کے لیے ایک صحت مند ذریعہ ہے۔

**انناس:** یہ بھی کافی آسانی سے مل جانے والا پھل ہے جسے کسی بھی شکل جیسے تازہ، خشک، ٹمجد وغیرہ میں استعمال کیا جائے یہ صحت کے لیے فائدہ مند ثابت ہوتا ہے جس کی وجہ اس میں موجود روٹم ش جو bromelain ہے جو دل کے دورے اور فالج جیسے امراض کے خطرات کم کرتا ہے جبکہ ہاتھ پین کا امکان بھی دور کرتا ہے۔

**انگور:** دنیا بھر میں مقبول یہ پھل امراض قلب اور ہائی کو لیسٹروں کے خلاف موثر ثابت ہوتا ہے جس کی وجہ اس میں اپنی آکسی اینڈینس کی بہت زیادہ مقدار کا ہونا ہے۔ اس کے ہر دانے میں پونہا شیم اور آڑو جیسے منرلز موجود ہوتے ہیں جو خون کی کمی اور پھلوں کی آکڑن سے محفوظ دیتے ہیں۔

**آم:** آم تو پھلوں کا بادشاہ ہے اور گریوں میں اس کے بغیر اکثر افراد کا گزارہ نہیں ہوتا، اس میں ایک جو بیٹا کیر وٹین بہت زیادہ مقدار میں پایا جاتا ہے جو جسم میں جا کر وٹامن اے میں تبدیل ہو جاتا ہے اور ہڈیوں کی نشوونما کے لیے جسمانی دفاعی نظام کو مضبوط بنا دیتا ہے، جبکہ بیٹائی کے لیے بھی یہ وٹامن بہت ضروری ہوتا ہے۔ اسی طرح اس میں وٹامن سی بھی ہوتا ہے جو جلد کی صحت کے لیے بہترین تصور کیا جاتا ہے۔

**سیب:** ایک درمیانے سائز کے سیب میں صرف 80 کیلو ریڈ ہوتی ہیں مگر ایک طاقتور بیٹی آکسی اینڈینس کیوریشن اس کا حصہ ہوتا ہے جو ان دماغی غلیات کی تیزی کی روک تھام کرتا ہے جو اکثر جیسے مرض کا باعث بنتے ہیں۔ جو افراد سیب کھانے کے شوقین ہوتے ہیں ان میں ہائی بلڈ

اگر آپ رمضان کے دوران اپنے جسم کو صحت مند بنانا چاہتے ہیں تو ان چند پھلوں کو افطار میں استعمال کرنا اپنی عادت بنالیں جن کے فوائد آپ کو حیران کر دیں گے۔

**تربوز:** تربوز 92 فیصد پانی موجود ہوتا ہے، جس کی وجہ سے یہ انسانی صحت کے لیے بہترین غذا ہے جو اس موسم میں پانی کی کمی کو دور کرتی ہے۔ سخت گرمی کے باعث زیادہ مقدار میں پانی پینے کے باوجود انسانی جسم میں پانی کی کمی رہ جاتی ہے۔ لیکن ماہرین صحت کے مطابق تربوز میں ایسی جزیات پائی جاتی ہیں، جو نہ صرف گرمی کم کرنے میں مدد دیتی ہیں، بلکہ وہ انسانی جسم میں پانی کی نمکیات کو بھی کنٹرول کرتی ہیں۔ اسی طرح تربوز کے ایک کپ میں 46 فیصد کیلوریز سمیت وٹامن سی اور وٹامن اے بھی بھاری مقدار میں پایا جاتا ہے۔

**خوبوزہ:** خوبوزہ میں بھی بیٹا کیر وٹین اور وٹامن اے پائے جاتے ہیں جو نہ صرف آپ کے سر کے جلدی غلیات کی نشوونما کو کنٹرول کرتے ہیں بلکہ جلد کی اپری تہ کی چمک بھی بڑھاتا ہے۔ یہ چہرے پر جلد کورہ ہو کر پرت کی شکل میں بھی تبدیل نہیں ہونے دیتے۔

**لیچی:** چونکہ اس میں فائبر موجود ہے تو اسے ہضم کرنا آسان ہوتا ہے، رمضان کے دوران ایک بار مسلا تیش کا ہو سکتا ہے جس کی وجہ غذا میں فائبر کی مناسب مقدار نہ ہونا ہے۔ تو صحت مند اندازہ جسمانی وزن میں کمی کے لیے یہ پھل فائدہ مند ہے اور نظام ہاضمہ بہتر ہونے سے غذاؤں کو ہضم کرنا بھی آسان ہو جاتا ہے۔

**آڑو:** ویسے تو ہو سکتا ہے کہ سب کو معلوم ہو کہ کیلوں میں پونہا شیم کی بہت زیادہ مقدار ہوتی ہے مگر آڑو میں جسم کے لیے ضروری اسی منرل کی مقدار ایک درمیانے سائز کے کیلے سے زیادہ ہوتی ہے، جو اعصابی طاقت کو

### راشد العزیری ندوی

تھے، کہنے لگے کہ میری اور ان کی عمر لگ بھگ یکساں ہے، دیکھتے میری باری کب آتی ہے، وہ امارت شریعہ اور سے امیر شریعت کے انتخاب کے بارے میں اکابرین جیسی رائیں رکھتے تھے، انہوں نے مجھ سے میری ذاتی رائے جان کر حد درجہ فحشی کا اظہار کیا اور بار بار کہتے رہے مجھے آپ سے بات کر کے بڑی راحت ملی، میری اور آپ کی فکر اللہ کیساک ہے، اور دعاؤں کے ساتھ دروازہ تک مجھے رخصت کرنے آئے، آج مجھے یہ معلوم تھا کہ ان سے میری یہ آخری ملاقات ہو رہی ہے، وہ ایک ایسی عمر کے ساتھ حضور پر بھی رکھتے تھے، اس تجربے کی روشنی میں تو ہم ملت کی صحیح رہنمائی فرماتے رہے، آج وہ ہم سے رخصت ہو گئے، ان کا جانا نہ صرف جمعیت علماء اہل خانہ کے لئے باعث رنج و صدمہ ہے، بلکہ خود امارت شریعہ کا اور میرا بھی ذاتی نقصان ہے، اللہ تعالیٰ اس نقصان کی تلافی فرمائے اور ان کے اہل خانہ سمیت ملت کو بہتر بدل عطا فرمائے، امارت شریعہ کے دیگر ذمہ داران اور کارکنان نے بھی ان کی رحلت پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ وہ امارت شریعہ کے ہر پر وگرام میں شریک رہے، اور اپنے مفید مشوروں سے بلا جھجک نواز تے تھے، وہ جتن بات کہنے کے عادی تھے، انہوں نے امارت شریعہ، خانقاہ مجیدہ اور جمعیت علماء ہمارا کو خاص طور سے قریب سے دیکھا، اور ان اور اس سے جو کرملٹ کو فائدہ پہنچایا، یہ ادارے بھی ان کے مشورے سے فائدہ اٹھاتے رہے، آج وہ ہمارے درمیان نہیں ہیں اللہ تعالیٰ ان کو ان کی قبر میں کرمت کر دے اور ان کے اہل خانہ عطا فرمائے، اسی کے ساتھ حضرت نائب امیر شریعت نے لوگوں سے درخواست کی ہے کہ اپنی دعاؤں میں اور دعاؤں کے ختم ہونے کی اللہ تعالیٰ سے فریاد کریں، استغفار کی کثرت کریں، جانوں کی حفاظت اور سلامتی کی دعا مانگیں۔

### ہزاروں تارکین وطن مزدوروں نے دہلی سے بوریہا ستر سمیٹا

دہلی میں ایک ہفتہ لاک ڈاؤن شروع ہوتے ہی مہاجر مزدور بوریہا ستر سمیٹ کر گھر کیلئے نکل پڑے ہیں۔ انہیں آگے کے لاک ڈاؤن کا ڈر ستا رہا ہے۔ آندھ ہاریلو سے اور بس اسٹینڈ پر ہزاروں مزدوروں اور ان کے کنبے جمع ہیں۔ دہلی کی صورتحال کو روکنا کے سونامی کی وجہ سے بے قابو ہے، کیوں کہ یہاں ہر روز کو روکا کے سنے کیسز کا ریکارڈ بن رہا ہے۔ اس کے پیش نظر، دہلی کے ایجنٹ گورنر اور حکومت دہلی کے مابین ہونے والی میٹنگ کے بعد، لاک ڈاؤن نافذ کر دیا گیا ہے۔ حکومت کے اس فیصلے کے بعد تارکین وطن مزدوروں میں ایک ہلچل ہے۔ وہ اپنے بوریہا ستر سمیٹ کر گھر کیلئے نکل پڑے ہیں۔ وہ لاک ڈاؤن سے خوف زدہ ہیں، اور اپنے گاؤں پہنچنے کیلئے بے تاب ہیں۔ اگرچہ وزیر اعلیٰ اردنہ بھرجیوال نے مہاجر مزدوروں سے اپیل کی ہے کہ وہ جہاں ہیں، وہیں رہیں، اور گھنٹیں نہیں جائیں۔ اس کے باوجود، مزدور خوف زدہ ہیں، انہیں کو روکنا سے پہلے بھوک کا ڈر ستا رہا ہے۔

### ہفتہ رفتہ

### جناب الحاج حسن احمد قادری کا انتقال ایک عہد کا خاتمہ: امارت شریعہ

حالیہ دنوں میں بہار سمیت ملک کی کئی اہم شخصیات ہم سے جدا ہوئیں، خاص طور سے کوردنا واٹرس نے تقی ہی تقی جانوں کو لایا، کتنے ہی فائدہ پہنچا، بیہ مرت، مرشد، ملت ملک اور انسانیت کا در رکھنے والے اس مرض سے اپنے آپ کو بچانے کے اور جان چاں آفریں کے حوالے کر گئے، اس سال کروڑوں کی دوسری لہر نے تہلکہ مچا رکھا ہے، ہر طرف خوف و ہراس کا عالم ہے مختلف شعبہ جات کے ماہرین قلم اہل بن رہے ہیں، ابھی کچھ ہی دن تو ہوا کہ ہم سب کے حضور دم رنی، ملک کے عظیم قائد، صاحب سبیرت عالم دین، امیر شریعت بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ، جنرل مگر بیڑی آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ، سجادہ نشین خانقاہ رحمانی موگیٹر مفکر اسلام مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب علیہ الرحمہ ہم سب سے جدا ہو گئے، ان کی جدائی کا غم ابھی بکا بھی نہ ہو پایا تھا اور ملت اس غم میں گرا رہی تھی کہ یکے بعد دیگرے مسلسل عام لوگوں سمیت اہم شخصیات کے اس دنیا سے رخصت ہونے کا سلسلہ جاری ہے، جو اہم شخصیات دنیا سے رخصت ہوئیں ان میں ایک بڑا نام الحاج حسن احمد قادری صاحب کا ہے، ان کا انتقال بہار کی سر زمین کے لئے خاص طور سے اور پورے ملک کے لئے باعث صدمہ اور حزن و ملال ہے، جناب الحاج حسن احمد قادری صاحب جنہوں نے ایک لہذا زمانہ ملت کی خدمت کے لئے گزارا، انہوں اپنی زندگی میں بڑے نشیب و فراز دیکھے، وہ جمعیت علماء کے پلیٹ فارم سے نمایاں خدمات تا دم آخر انجام دیتے رہے، اور بڑی کامیابی کے ساتھ انہوں نے اپنی نظامت کے فرائض انجام دینے اور جمعیت علماء کو خاص طور سے بہار میں مستحکم کیا، آج وہ ہمارے درمیان نہیں ہیں اس کا صدمہ ان کے اہل خانہ کے ساتھ ہمیں بھی ہے، اللہ تعالیٰ ان کو جنت کے اعلیٰ مقام میں جگہ عطا فرمائے، اور ملت کو ان کا قم البدل عطا فرمائے، ان خیالات کا اظہار امارت شریعہ کے نائب امیر شریعت حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی صاحب مدظلہ العالی نے اپنے تعزیتی پیغام میں کہا، امارت شریعہ کے قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے جناب الحاج حسن احمد قادری صاحب کے ساتھ ارتحال پر اپنے صدمہ کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ جناب حسن احمد قادری صاحب مسلسل صحت اور تک دو کرنے والی شخصیت کا نام تھا، انہوں نے اپنے زمانہ تک قوم و ملت کی خدمت انجام دی، امارت شریعہ کے رکن شوری رہے، امارت شریعہ کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے، انہوں نے کئی امراء شریعت کے ساتھ مل کر امارت شریعہ کے لئے کام کیا، ہمارے حضور دم رنی حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب نور اللہ مرقدہ سے بھی حدود قریب ہوئے، بڑی بات یہ تھی کہ وہ خانقاہ مجیدہ بھلاوری شریف پنڈ، امارت شریعہ بہار اڈیشہ و جھارکھنڈ اور جمعیت علماء بہار جیسے اہم اداروں کی افکار و خیالات کا مجموعہ تھے، ابھی ہفتہ عشرہ پہلے ان کی رہائش گاہ پر ان سے میری ملاقات ہوئی، وہ حضرت امیر شریعت حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وصال سے کافی بے چین نظر آ رہے

اس خموشی کو حمایت نہ سمجھ حاکم وقت  
اک قیامت ہے کہ ہر گھر سے اٹھا چاہتی ہے  
(فرحت احساس)

## حالات سے مایوس نہ ہوں!

مولانا محمد خالد ندوی غازی پوری

ابھی صوبہ اتر پردیش، اور پھر اس کے بعد صوبہ مدھیہ پردیش میں نیا قانون "لوہ جاد" کے نام سے بنا گیا اور اس کا آرڈیننس منظور ہوا ہے، اور اس کا براہ راست استعمال مسلم نوجوانوں کے خلاف کیا جا رہا ہے، حال ہی میں ضلع بریلی میں دو مسلم بچیوں نے ہندو لڑکوں کے ہنگامے میں آکر ہندو مذہب اختیار کر کے ایک مندر میں شادی کرانی، تو اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا گیا، بلکہ حکمران پارٹی کے افراد اس میں شریک ہوئے اور خوب جشن منایا، دوسری طرف ضلع متھ میں چھ یا کوٹ کے مقام پر ایک مسلم نوجوان نے ایک ہندو لڑکی سے شادی کر لی تھی، لڑکی با رہا رہتی رہی کہ وہ باغض ہے، اس کے باوجود صرف اس لڑکے کو ہی نہیں بلکہ پورے گھر والوں کو جیل میں ڈال دیا گیا، اس قسم کے واقعات ملک کے طول و عرض میں ہو رہے ہیں، دوسری پالیسی تیزی کے ساتھ پھیل رہی ہے، قانون اور دستوری حقوق کو بالائے طاق رکھا جا رہا ہے، ہندوستان کو یہ سوغات دستوری شکل میں ملی، تاکہ ملک میں سب چین و آرام بھائی چارہ اور محبت کے ساتھ رہیں اور ملک کو ترقی دیں، مگر آج نفرت کی آگ لگائی جا رہی ہے، معنوی اور عملی طور پر دستور ہند کو سوخت کرنے کی کوششیں ہو رہی ہیں۔

لیکن حالات کی برہمی، ماحول کی ناسازگاری سے ہمیں مایوس نہیں ہونا چاہیے، ایمان کا تقاضہ یہ ہے کہ ہم رضائے الہی کو پیش نظر رکھیں، تعلیم کی طرف توجہ دیں، غیر قانونی سرگرمیوں سے پرہیز کریں، ملک و ملت کے فائدہ کے لیے تن من کی بازی لگا دیں، ان شاء اللہ اس کا اثر ضرور ظاہر ہوگا، اندھیری رات سے صبح کی سفیدی ضرور ظاہر ہوگی، اور ملک کی صورت حال بدل کر رہے گی، یہ اللہ کی طرف سے آزمائش ہے، ہمیں ہمت سے کام لینا چاہیے، ذات باری کی طرف رجوع کرنا اور اس کے بتائے ہوئے طریقے کو مضبوطی سے تھامے رہنا چاہیے کہ اسی میں دارین کی فلاح و سعادت مضمر ہے۔

رہے زندہ و جاوید وطن کے وہ فدائی  
جان اپنی جنہوں نے رہ ملت میں گنوائی  
ہمت نے انہی کی ہمیں ساعت یہ دکھائی  
انصاری و اہمل ہوں، ہمتک ہوں یا ڈسائی

یاد آگئے ہم سب کو شہیدان وطن، ۱۹۴۷ء میں وطن جب آزاد ہوا تو قادر الکلام پرگوارو زود گو شاعر اقبال نے بہیل مرحوم نے ایک طویل نظم لکھی جس میں مادر وطن کے ان تمام سپوتوں کو خراج عقیدت اور یہ تیرہک پیش کیا گیا تھا جنہوں نے اپنے خون سے ریگزار چمن کو سبز کر گزارا بنانے کی کوشش کی تھی، ان ملی رہنماؤں کو یاد کیا گیا تھا، جو آج ہم میں نہیں ہیں، لیکن ان کے اخلاص و محبت کے شہسوم وطن کے ہر گلی کوچے میں، ہانڈم کے ہر جھونکے میں بسی معلوم ہوتی ہے، یہ طویل نظم جس کا نام ہی "جشن آزادی" ہے ۱۹۴۷ء کو عظیم گڑھ کے ایک تشہیقی جلسہ میں پیش کی گئی تھی، ملک کو آزادی کا پروانہ ملا تھا، آزادی کے متوالے پھولے نہیں سارے تھے، لیکن وہ اپنے اسلاف کیتھ کرے سے نیک نام بھی ہو رہے تھے، اس اجلاس میں ملک کے ہر طبقے کے لوگ تھے، عوام و خواص کا جم غفیر تھا، سب شاداں و فرحان تھے، ایسا سماں تھا کہ گویا ہما کا سایہ سب کے سروں پر ہے، اور ابدی نعمتوں کی گونج انہما سے سب آسودہ ہو رہی ہے، ان کیفیات کو لفظوں کے پیکر میں ڈھالنا آسان نہیں، بہر کیف وہ ایک خوشی کا لمحہ تھا جو گزر گیا، ایک ہوا کا جھونکا تھا جو آج اور چلا گیا، ایک بلبلانے آج تھا جو آج پر رقصاں ہو کر چھ گیا، اڈا کے بعد کے اور اگھر گھس کے زیر سایہ آزادی وطن کے متوالوں نے کیا پایا، یاد کیا اور ان کے ساتھ کیا کچھ کیا گیا؟ ایک الم انگیز حکایت ہے، جس کو سننا بڑے دل گردے کی بات ہے۔

آزادی کی لڑائی میں مسلمان شائد بٹانہ تھے، ان کا خون ہر گلی کوچے میں بہایا گیا، ہزاروں علماء و کور و رتن کی سوغات ملی، اور ہزاروں کو زندہ جلادیا گیا، جلایا نالہ باغ میں بڑی تعداد مسلم شہداء کی بھی تھی، ماٹے خریک کے روح رواں بھی مسلمان ہی تھے، اور کئی مسلمانوں کو اس خریک سے جڑے رہنے کی سزا اس طرح دی گئی کہ مال گاڑی کے ڈبوں میں بند کر کے دروازے پر بیٹھا گیا، لہذا بڑی تعداد کو کچھو کچھو پیچھے چھوٹے چھوٹے جگہوں پر آزادی کی صبح بھینٹا خوشی کی تھی، لیکن مسلمانوں کے لیے وہ صبح شاید شام کا نظارہ پیش کر رہی تھی، اور شوق کا اغوائی رنگ ان کے خون سے سرخ ہو رہا تھا۔

آزادی کے ۷۳ سال ہو چکے ہیں، بھارت میں مسلمانوں کی جو صورت حال ہو رہی ہے، اگر اس کا تصور آزادی کے ان فرزندوں کو ہوتا تو ان کی روح کا نپ جانی، اس اثنا میں مسلمانوں کو بے وزن کرنے، ختم کرنے، ان کی معاشی صورت حال خراب کرنے اور انہیں ایڑھ و ناخواندہ رکھنے کی کوشش کی جاتی رہی ہے، اور پھر بددشت گردی، انتہائی پسندی، رنجت پسندی اور بنیاد پرستی کے الزامات کا تسلسل بھی جاری رہا، اور اب جو موجودہ حکومت جو رہی سہی کسر بھی وہ پوری کرنے کے جدوجہد میں مصروف ہے۔

نت نئے حالات ایسے پیدا کئے جا رہے ہیں کہ مسلم نوجوانوں کو بے ریش کر دیا جائے، ملک کے موجودہ وزیر اعظم دوسری بار اقتدار پر براجمان ہونے کے بعد بار بار اپنی حصول پائی کا تذکرہ کرتے ہیں تو انہیں عام طور پر دیش پر طاق شاہ، دفعہ ۳/اے/اے، این آری اور دیگر شاہیلوں اور خٹھیوں کا اظہار کرتے ہیں، جس سے مسلم کمیونٹی کو بے یاکم از کم مرعوب رکھنے کا کام کیا جا رہا ہے۔

### رمضان المبارک میں استیقام بیت المال پر خصوصی توجہ دیں: محمد شبلی القاسمی

امارت شرعیہ بہارہ اڈیشہ و بھارت کی ایک تنظیم دینی و شرعی تنظیم اور مرکزی ملی و قلمی ادارہ ہے۔ یہ مسلمانوں کی ملی زندگی کی روشن علامت اور اجتماعی نظام زندگی کا عملی نمونہ ہے۔ اس ادارہ کے قیام کا مقصد تمام مسلمانوں کو شرعی تنظیم کے اصول پر ایک امیر شریعت کے تحت متحد و منظم کرنا، احکام شرعیہ کے اجراء و نفاذ کی سعی، مسلم معاشرہ کی اصلاح، مسلمانوں میں دینی حمیت و استقامت علی الحق کے جذبہ کو فروغ دینا، تعلیم کو عام کرنا، اسلامی شخصیات اور مسلمانوں کے آئینی حقوق کی حفاظت کرنا ہے، ان مقاصد کے حصول کے لیے امارت شرعیہ میں کئی اہم شعبہ سرگرم عمل ہیں، جیسے بیت المال، دارالافتاء، دارالافتاء، شعبہ تبلیغ و تنظیم، شعبہ نشر و اشاعت اور شعبہ تحفظ مسلمانین۔ بیت المال امارت شرعیہ کا اہم ترین شعبہ ہے، بلکہ ادارہ کے لیے اس کی حیثیت پر زور دیا گیا ہے۔ اسی سے تمام شعبوں کا خرچ پورا ہوتا ہے، بیواؤں، یتیموں، طلبہ و معلمین اور دوسرے اہل حاجت مسلمانوں کی امداد ہوتی ہے۔ سیلاب، زلزلہ، آتشزدگی جیسے قدرتی آفات اور فرقہ وارانہ فسادات سے تباہ حال لوگوں کی اعانت بھی بیت المال سے ہی کی جاتی ہے۔ سال رواں میں تعمیرات، اسپتال، ہسپتال، انسٹی ٹیوٹ اور بلیف کے اخراجات کے علاوہ امارت شرعیہ کا سالانہ بجٹ نو کروڑ پانچ لاکھ روپے ہے، روز افزوں گرانی اور دارالافتاء میں دینی و معاشی ترقی کی وجہ سے اخراجات کافی بڑھ گئے ہیں۔

امارت شرعیہ سے ہی اسے، این پی آر اور این آری جیسے خطرناک قوانین سے نمٹنے کے لیے عام لوگوں میں بیداری پیدا کرنے، نیز ترغیب تعلیم اور تحفظ اردو کے لیے گراں قدر خدمات انجام دیے ہیں۔ اس دوران بڑی تعداد میں مبلغین اور ملازمین کی بحالی ہوئی ہے، کئی نئے دارالافتاء کا قیام عمل میں آیا ہے، معیاری عصری تعلیم کے لیے سی بی ایس اے کے طرز پر امارت پبلک اسکول کے نام سے راجھی اور گریڈ بیڈ میں دوا اسکول قائم کیے گئے ہیں، اس کے علاوہ امارت انٹرنیشنل اسکول کے نام سے ایک پلس ٹورہائی اسکول کا سنگ بنیاد ہی اس سال حضرت امیر شریعت کے ہاتھوں ۱۵ مارچ کو باضلع راجھی میں رکھا گیا ہے۔ لاک ڈاؤن کے زمانے میں امارت شرعیہ نے مختلف نوعیت کے انسانی خدمت کا فریضہ ذمہ دارانہ طور پر انجام دیا ہے۔ ان سب کاموں کی انجام دہی اہل خیر و خالصین و خیرین امارت شرعیہ کے تعاون سے ہی ممکن ہو سکی ہے۔ ضرورت ہے کہ نقباء و نائبین نقباء، بلاکوں اور ضلعوں کے صدور و سرکسٹریز، ارکان شوری و عاملہ و رباب مل و عقیدہ، تنظیم امارت شرعیہ کے ذمہ داران و ارکان، مختلف تعلیمی کمیٹیوں کے ذمہ داران و ارکان و دیگر خالصین و ہمدردان امارت شرعیہ پر توجہ فرمائیں اور رمضان کے مبارک مہینے میں خصوصی عطیات، بڑکوں و صدقہ فطر کی رقم سے بیت المال امارت شرعیہ کو مستحکم کریں۔ اگر امارت شرعیہ کو کوئی ناماندہ آپ تک نہ پہنچے تو اپنی رقم براہ راست امارت شرعیہ کے اکاؤنٹ میں جمع کریں۔ والسلام

### نقیب کے خریداروں سے گزارش

اگر اس ادارہ میں سرخ نشان ہے، تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہو گئی ہے۔ براہ کرم فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زر تعاون ارسال فرمائیں، اور ترقی آرزو کو پورا پورا خیر و نفع فراہم کرنے میں ہماری ضرورتیں کو مدنظر رکھیں، موبائل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کو بھیجیں۔ مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر ڈاکٹ بھیجیں سالانہ یا ششماہی تعاون اور باقی بچت بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر جبر کریں۔

A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168  
Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233  
رابطہ اور وائس آپ نمبر 9576507798  
نقیب کے شائقین کے لیے نوٹجری ہے کہ اب نقیب مندرجہ ذیل موبائل نمبر پر آن لائن بھی مقیم ہے۔  
Facebook Page: <http://imaratshariah>  
Telegram Channel: <https://t.me/imaratshariah>

اس کے علاوہ امارت شرعیہ کے آفیشیل ویب سائٹ [www.imaratshariah.com](http://www.imaratshariah.com) پر بھی آگ ان کے نقیب سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ مزید مفید دینی معلومات اور امارت شرعیہ سے متعلق تاثرات جن جاننے کے لیے امارت شرعیہ کے ڈیڑھ ڈاکٹ [imaratshariah@imaratshariah.com](mailto:imaratshariah@imaratshariah.com) کو لکھیں۔

(مینیجر نقیب)